

# اَقْرَبُ مَرَاتِبِ اِتِّحَادِ الْمَنَةِ هُوَا

حقیقۃ مذہبِ تیمری و بیان حالِ نیمچریان

مؤلفہ محترقہ علامہ عالم فیلیوف کامل ولدنا سید جمال الدین  
حسینی افغانی عم فیضہ لاقاصمی والادانی

CHECKED 1995

فاضل و شاعر دیوبندی سید محمد عبدالغفور متخلص شہسباز  
عظیم آبادی سابق اڈیٹر اخبار دارالسلطنہ کاکتہ انور مجریا

۱۸۸۳ع

حسن بنائش جناب شیخ نور الدین جیوا خان تاجر کتب بمبئی

پابن پست کتبہ مطبعہ نور و مالک مطبعہ کی انجم حصہ

اَفَرَأَيْتَ مِمَّا تَخَذُ الْفِتَاهُ



رِسالہ

حقیقۃ مذہب نیچری و بیان حال نیچریان

مولفہ حضرة علامہ عامل فیلسوف کامل مولانا جمال الدین



حسینی قناری عم فیضہ لکھنؤ  
بک

فاضل ادب شاعر لبیب بوی سید محمد علی صاحب غفر

عظیم آبادی سابق اڈیٹر وارث لکھنؤ کلکتہ ترجمہ کیا

۱۸۶۳ء

پرنٹنگ پریس محمد علی صاحب غفر کی تمام سی

کتاب

در بیان حال و سبب

# نقل نامه گرامی حضرت مولانا سید جمال الدین الحسینی الافغانی المصری عم فیضه

جناب مولوی محمد عبده الغفور صاحب مجری جریده اخبار السلطنة

سلام خط منقذ عموم و اطلاع کافه هندیان بر شناخته و فساد طریقہ نجریان  
خواهند شد آن بودم که رساله حقیقه مذہب نجری و بیان حال نجریان بر لسان  
غذب البیان اردو ترجمہ شود۔ و چون آن جناب را متصف فضل و کمال  
دیدم و زعمتہ شمارا در تائید و یا نیتہ اسلام و مسلمین چہتہ انتخاب را  
افزون دادم کہ این را چنانچہ جودہ ذہن و صفاء خاطر و فصاحتہ و قوت بیان  
شما اقتضایکند بلفظہ او و ترجمہ نمائید۔ و امیدوار آنم کہ در تسہیل عبارتہ  
آن غایتہ سعی خود را بکار برند تا آنکہ عامۃ خلق از ان فائدہ گیرند۔  
لازلت موید الدین۔ والسلام۔ در بندر کلکتہ تحریر شد۔

عہدہ شعبان المعظم ۱۲۹۹ھ (۱۸۸۱ء)

جمال الدین الحسینی

# بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قیامت اور فتنہ

اَلدِّیْنُ اَسَاسُ الْعِلْمِ اَوْ وَخَافُ نَوْعِ الْاِنْسَانِ اَمْ مَنْ نَعَالِیْ فِیْهِ فَقَدْ اَفْطَ - وَبِ  
وَمَنْ تَسَاوَنَ فَرْطُ اَوْ كَوَلَا الدِّیْنَ نَاقِمٌ لِلْاِنْسَانِ قَاسِمٌ اَوْ وَبِوَلَدِیْ نِیْتِیْ خِیْرُ الدِّیْنِ  
جب ہمیں دیکھا کہ ہندوستان میں بھرتوں کا طغیان و ردہ رویوں کی سرکشی  
مسلمانوں میں روز بروز بڑھتی جاتی ہے اور یہ آتش فسادوں پہ دن ترقی  
کرتی نظر آتی ہے تو ہمارا ارادہ ہوا کہ ان کے ہستیصال و تباہی اضمحلال کر دیا  
کے لئے کوئی کام اپنی دست و قلم سے لیا جاہی کیونکہ ظاہر ہو یہ بھرتی سرتاسر و  
ہم تن مرتد۔ بلکہ اس سے بھی کہیں واپسی اور بدتر ہیں۔ اگر کھلے خزانے دہری  
ہوتی کچھ مضامین نہ تھا۔ غضب تو یہ ہے کہ اس ہریتہ اور اس ارتداد کے  
ساتھ دعوی اسلام بھی رکھتے۔ بھیس بدل کر لوگوں کو دھوکا دیتے بلکہ اپنی  
بے دینی اور تہہ رے سبب نپلسٹون کی طرح گورنمنٹ کی طرف سے بھی اپنے  
اور خلائق کے دلوں میں عداوت کے تخم بغاوت کے بوجے جاتے ہیں جسکی  
وجہ پر ظاہر ہے کیونکہ انسان کو اباحت و استہراک کے مسئلے کی طرف دعوت فرماتے  
اور کل ایشیا کو مباح اور تمام چیزوں کو مشترک بناتے ہیں جسکے باطن میں  
ایک فساد عظیم انتشار بزرگ و رنجی زائد الوصف اور برہمی خلیج عن الشرح  
مستتر ہے۔ ممکن نہیں کہ لوگ اباحت و اشتہراک کے مسئلے دل کھول کر برتیں  
اور پھر بھی صلح و امنیہ نام کو باقی رہ جائی اوس صورت میں لوگوں کے  
حقوق سے مطلقاً چشم پوشی ہوگی۔ ایک دوسرے باہم دست و گریبان ہوں گے



اور بالآخر ایسی چھین چھوٹ مچے گی کہ لاکھوں سپاہی کڑوڑوں کا نسٹیل سے بھی معاملہ  
رو بہ راہ نہ ہو گا پوتیس لشکر ہی دنوں سپرٹ کر بیچہ رہیں گے حکام مالی عہدہ داران  
فوجی ملازمین عدالت سب کے سب مٹہہ دیکھتے کے دیکھتے رہ جائیں گے اور  
کچہ بن نہ آئے گا۔

انہیں خیالات میں ہم غلطان و پچان تھے کہ حسن اتفاق سے حضرت مولانا سید  
جمال الدین افغانی مصری عم فیضہ کا وہ رسالہ جس میں نیچر یون کے احوال کا پوسٹ  
کنڈہ بیان ہوا اسے منظر سے گزرا حق تو یہ ہے کہ اس سالہ نے نیچر کی مذہب کی  
حقیقت کی قلعی کھول دی اور نیچر یون کی ہفتادہ پشت تک کی ہڈیاں اٹھیر کر رکھ دی  
ہیں۔ بتا دیا کہ اس بیخ فساد نے دنیا میں کس وقت ظہور کیا اور دکھا دیا کہ ان کے  
سایہ کی بخوست سے مدنیہ اور ہیات اجتماعہ کو کیا کیا صدمے پہونچے۔ روشن  
کر دیا ہے کہ ان کا آخر الامر کیا مال اور کیا انجام ہوا۔ مولانا محمد بشم الیہ نے گویا  
علم و معلومات کا ایک لیسانیہ دروازہ کھول کر دکھا دیا ہے جو اکثر کم اندیشوں کی  
نگاہ کوتاہ سے پوشیدہ تھا جس نے مناسب جانا کہ اس سالے کو جو فارسی ہائیر  
اور اوسپر پھر عالمانہ فارسی ہونے کے سبب عموماً سمجھے میں نہیں آتا بہ نظر صلاح  
و فلاح مسلمان کے سلیس ردو میں تشریح و ضاحت کے ساتھ ترجمہ کرین تا لوگ  
سیا بانی غولون سے بچیں۔

ان کے دھوکے اور فریب میں آکر دینی اور دنیوی خرابیوں اور ہلاکتوں میں  
بتلی نہوں۔ چنانچہ مولانا محمد صوح سے ادن لے کر ہم نے مسجد اللہ ترجمے کو  
بائسرع اوان تابہ اتمام پہونچایا۔ خدا سے دعا ہے کہ ہمارے نیتہ کا ثمرہ اور اس  
ترجمے کا مقصود جلد حاصل ہو۔ اور مسلمان ان کی فریب دہی و ضلالہ سے  
دوام کے لئے غمات پائیں۔

ارادہ تھا کہ مولانا سی مدوح کا محل احوال اور ان کے ہندوستان تشریف لانے کی تفصیل  
کیفیت قلم بند کیجئے مگر سر دست بخوف طوالت یہی مناسب معلوم ہوا کہ صرف  
اوسے ارٹکل پر اکتفا کی جائے جو صاحب الخلد لندن نے آپ کی شان میں شائع  
کیا ہو۔ چنانچہ وہ ارٹکل بعینہ ترجمے سے پشتہ قبل اوس تقریظ کے جو صاحب ہنگ  
اصفہان نے رسالہ (حقیقۃ مذہب یحیی و بیان حال نجریان) نسبتہ تحریر  
فرمائی ہے سپاس بصیرت ناظرین کے درج صحیفہ کیا جاتا ہو۔  
ناظرین باوقار سے امید ہو کہ اگر اس رسالہ میں کسی قسم کی غلطی ملاحظہ فرمائیں  
تو معذور رکھیں بمصدق الانسان حرکب سن الخطاء والنسیان واللہ ولی التوفیق  
حررہ العبد المذنب محمد عبد الغفور غفرلہ۔

نقل رکال زجریدہ عراق الخلد لندن مطبوعہ التشرین الاول کٹوبر  
۹۹۹ مطابق ۱۵ اشوال ۱۹۹۹

### الفلسوف الفاضل جمال الدین الافغانی

لجت الخلیفہ افغانی وصف ہذا العلامۃ والشاع معارفہ وسداد آراء العلمیۃ  
والسیاسیۃ۔ وُسرت غایۃ السیر ورتقیام رُجل ہمام فی بلاد المشرق قد قرن العلم  
بالعمل و صرف عنان الخانیۃ الی التحمیل بنا والعرب نہوض بہتم الخالیۃ الی السخی یقلب  
واحد فی صلاح حال الوطن وفتح الحکام المستبدین فی الرعیۃ استبداد الذئب  
بالغنم۔ وقد اطلعنا علی بعض خطبہ البدیعۃ الی خطب بہا فی محفل بالدیار  
المصریۃ استغفر بہا ہمۃ النشوء الحاضر الی مکافئۃ الاخطار وافداء مصالح الوطن  
والابدان اذ انادت الحاجۃ الی ذلک والآن قرأنا بکلمۃ لا یوصف فی الجرائد المصریۃ

ان الحكومة الخديوية قد خربت عواقب نفوذ كلام هذا الرجل الهام وثناست من خطبه  
وبادرت الى نفيه من ديار مصرية الى الديار الجزائرية زعما منها ان هذا العالم العامل  
وبال على جهلها -

فقد طال حارب الجبل العلم وكان في شرف الفلاح ووقع في اصحاب الكمال قد تفاهم عدد شهداء  
العلم والحق تفاهم لا مزيد عليه وقد انغمس اليوم في ملك هو لاء الشهداء ومصابهم  
الفيلسوف الباع جمال لدين الافغانى وصار مثله مثل سقراط الحكيم الذي تجر كاس  
الحمام من استبداد وحكمته عصره جزاء عن تعليم امته صراط الحق - ومثل استبداد لبار  
الذي نفاه زعماء قومه من طنة جزاء عن سلوكه مع امته سلوكا عادلا -

ولكن اذا كانت الحكومة المصرية قد استقلت العلم ورجاله في بلادها استقال معدة لعليل  
صحيح اطعام فلا لوم عليها اذا قد افسد الجبلن وقها وصارت تجرد الخوف القول لبتى -  
ومن يك واقم عمره رضى تجد مرأ به الماء الزلا لا

وعسى المصيبة التي واهمت الحكومة المصرية بفقدان رجل عالم عامل مثل جمال  
الدين يكون اعظم فائدة للديار الجزائرية لتقوم به كلمة العرب يجمع شملهم تحت  
راية الوحدة والعصبة العربية وتقوى الشوكة الجنسية والافقة الوطنية وتحم قول لبتى  
بذاقنت الايام ما بين المهاب مصائب قوم عند قوم فوائد

اما التحلة فتعني هذا البطل الهام على ما هو متصف بمن علوا الهمة وعزة النفس  
وحب الوطن - ولله درة من شهيد اسند العلم والحق والحرية وحسب عموم  
الاتمة وقال ببيان الحال -

يهون علينا ان تصاب حبسونا ولسكم اعراض لنا وعقول  
وقد انشئ مكاتب نشرة التيسر المقيم في الديار المصرية على هذا العالم النحرير ووصفه بصفاء  
الكمال ورجح العقل وسمو الادراك ولطف الجانب فمن شهدته له اوبا اوروبا

بالفضل والرحمة والعزم واصابة الای ورجحان العقل لباسا ذا انکریه لک مستبد  
مصر و غشما و با -

اذا لم ير الخفاش للشمس و صلاة فلا نور با بحفی ولا الشمس تنقبض  
وكان حقیقا بخدیوی مصر الحیدر و توفیقها الوحید ان یتفقد مع هذا العالم الفاعل  
على توفیق الدیار المصریة و نجاحها و یتبعین بمشورات عالم محکم قد و تکالید  
و قرع و اختلاص بدت - و لاجرم لیس فی دائرة الخدیوی کلها رجل ارجع عقلا  
واحر حجة و اوسع علما و اسد رایا و افصح کلاما و اشده قلبا من جمال لدین الاقانی  
الذی اعظم جناية کان حب الوطن حتی قال - مصر للمصریین لا سیم فیها للار و بین  
و هو قول لم یجر اعلی التوفیة صاحب مصر بنف -

مذیر روزنامه فرنگ منطبعة و السلطنة اصقها بان در فرمده ۱۰ سالیکم  
سوزخه ششم شهر حب لم حب شد الو شرح فیل ادر تجید مبارک منو بسد

سأهاجمی گذشت که بدین آرزو بودم که در خصوص تعلیمات باطله و انتشار تواین  
مکن ناکه بالمره منافی تمدن و تهرتیه و فزایل اخلاق حنه است درضا و شانه  
بعضی از شعب نادمی که سبب بے نظمی تمام روی زمین شده و در فسادها  
حاصل از اعطای حقوق مجعوله ناشایسته بعامه افراد انسان رساله مخصوص منوط  
برشته تحریر آورم بملاحظه رعایتیه کلیه افراد اهل علم و بلا حظه این که این عنوان منافی  
خواهد شد رای عموم علما و حکمای این عصر را مگر معدودی از آنها که به حلیه دین مرتبه  
عقل سلیم آراسته اند و به واسطه گرفتاریها با سوریتهما و اشتغال دیگر نوشتن این رساله  
معتدیه موفق نشدم -

لیکن امروز نهرا گونه سجدات شکرمی نمایم که در ایام حیات خود به حکمی داشتند

وسلیم الذوق آگاهی حاصل کردم که بدون کم و زیاده در اقصای بلاد هندوستان  
تمام عقاید این خاکسار بیان کرده به رشته تحریر درآورده است لهذا اکمال بهایایه می نماید  
از وجود این دانشمند یگانگانه که چنین خدمتی بزرگ را در عالم تمدن و جمعیت انسانی از قوه  
به فعل آورده و مفاسد بی دینی را بر رویه و اصطلاحات همان طبعین و دهرین بیان نموده  
از مردم بدین یکله از ادیان را درین عالم غصری به بیانات واضح و بر این طبعیه و عقلیه  
و وجدانیه مشرف نموده و ارواح انبیاء بخصوص سید المرسلین را از خود راضی مسرور کرده  
این خاکسار اگر چه از شرافت پیش قدمی درین سئله محروم ماندم لیکن چون منظور  
از کتاب این زخمت های شاق و صلاح حال کلیه بنی نوع ما و بقای انشطار عالم  
و خدمت تمدن است از ید قدرت هر کس ظاهر شود مایه سرور انبساط است  
لذا هیاه اجتماعیت انسانی و عالم تمدن را به وجود این حکیم دانشمند و وجد خود مند  
تبریک تبیین میگویم و بر خود فرض می دارم که رساله او را که باید فی الحقیقه کتاب  
مقدس شمرده و در ذیل فرهنگ متدرجا بطبع رسانم تا عاقل مردم به خصوص  
ایرانیان زودتر بعیوب روشن غلبه روپایان ملتفت شده و از تقلیدات  
بی شعورانه خود که مخرب مملکت و دیران کنند و وطن آنها و پران زندگیشان  
و روابط معاشرت و غیره است اعراض جویند.

مصنف این رساله فخر الحکام المعاصرین فاضل یگانگانه و عالم فرزانه جمال الدین الحسن  
است که این رساله شریفه را در ماه محرم بده السنه بطبع رسانیده با همین  
او از حیدرآباد و کن هندوستان برای این بی مقدار بهار معان فرستاده است

## آغاز ترجمه

قَبِّشْ عِبَادِيَ الَّذِينَ يَسْمَعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ

هَذَا هُمُ اللَّهُ وَأُولَئِكَ هُمْ أُولُو الْأَلْبَابِ

حقیقۃً نہ نہیجی بی بیان حال نچریان تالیف جمال الدین الحسنی سنہ ۱۲۹۸ھ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

خط مولوی محمد واصل صاحب

مولانا جمال الدین حسینی۔ ان دنوں ماسے ہندوستان سے کیا مالک مغربی  
و شمالی کیا اودھ کیا پنجاب کیا بنگالہ کیا سندھ اور کیا حیدرآباد و کن نچری  
صد اکانون میں پونہ پختی ہے اور ہر شہر و قصبہ میں چند شخص لقب بہ نچری پائے  
جاتے ہیں۔ اور ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ یہ فرقہ ہمیشہ بڑھتا جاتا ہو خصوصاً مسلمانوں میں۔  
اس گروہ کے اکثر آدمیوں کو چچا کہ نچر کی کیا حقیقہ ہے۔ یہ طریقہ کس وقت سے ظاہر  
ہوا۔ یہ نچر یون کی جماعت اس نئے مسلک میں مدینہ کی اصلاح میں کوشش کرتی ہو۔  
یا اس کا کوئی اور مقصد ہے۔ یہ طریقہ منافی دین ہے یا کسی طرح کی مخالفت نہیں رکھتا۔  
مدینہ اور مباحہ اجتماعہ میں اس طریقہ اور مطلق دین کے اثر و ن میں کون سی نسبت  
اگر یہ گروہ قدیم ہے تو اب تک جہان میں کیوں نہیں بھیلے اور اگر نیا ہے تو اس کا  
وجود پر کون سا اثر مرتب ہو گا پیر نچر یون میں سے کسی ایک نے بھی ان سوالوں کا  
کافی جوابی جواب دیا ہے لئے متمس ہوں کہ انچیر اور نچر یون کی حقیقہ بندے کی خاطر  
تفصیل وار بیان فرمائیں۔ (مضامین) محمد واصل مدرس یاضی مدرسہ اعزہ حیدرآباد  
دکن۔ ۱۹ محرم ۱۲۹۸ھ۔ الحمد للہ و خدہ والصلوٰۃ علی نبیہ بعدہ  
ای دوست عزیز۔ نچر عبارت ہو طبیعت سے۔ اور نچری طریقہ وہی دھرتی  
طریقہ ہے جو چوتھے اور تیسرے قرن میں مسیح کی پیدائش سے پہلے یونان میں

مولوی محمد واصل صاحب

یونان کے حکماء کے روئے

مقام میں خلیفہ مستقر کا گروہ

مولانا جمال الدین حسینی

ظاہر ہوا تھا۔ اہل مقصود حسنِ بخیر گروہ کا یہ ہو کہ دینوں کو اٹھا ڈالے اور بنیادِ باطن  
 و اشترک کی تمام لوگوں میں قائم کیجئے۔ اس مقصد کے پورا کرنے کے لئے ان لوگوں  
 بڑی بڑی رساکوششیں کیں اور مختلف لباس میں اپنی کو ظاہر کیا۔ جبلِ متہ میں  
 کہ یہ جماعت پیدا ہوئی۔ اوس کے اخلاق کو بگاڑ کر اوس کے زوال کا سبب ہوئی۔  
 اگر کوئی اس گروہ کے بنیادی و مقاصد میں غور کرے اوس پر بہ خوبی ظاہر ہوگا کہ  
 مدنیہ کے بگڑنے اور بیادِ جماعیہ کے تباہ ہونے کے سوا کوئی اور نتیجہ برائیوں پر  
 مرتب نہیں ہونے کا۔ کوئی شک نہیں کہ مطلق دین ہیأتِ اجتماعیہ کے انتظام کا  
 سلسلہ ہے۔ دین کے بغیر مدنیہ کی بنیاد ہرگز مضبوط و استوار نہ ہوگی۔ ہر اس گروہ کی پہلی  
 تعلیم ہی ہو کہ دینوں کو اکھیر پھینکے اس طریقہ کے نہ پھیلنے کا سبب باوجودیکہ سکو  
 ظاہر ہوے بہت کم ہوئے ہیں کہ انتظامِ عالمِ انسانی نے کہ خدا کی حکمت بالغہ کا اثر ہے  
 نفوسِ بشریہ کو ہمیشہ اس امر پر قائم رکھا کہ اس طبعی کی زائل کرنے میں کوشش کی جائے  
 چنانچہ اسی وجہ سے کبھی اس کو ثبات و پایداری حاصل نہ ہوئی۔ جو کچھ کہ یہاں تک  
 مذکور ہوا اس کی شرح و بیان کے لئے میں نے ایک چھوٹا سا رسالہ لکھا ہے۔  
 انشاء اللہ آپ جیسے فضل والے دوستوں کے خرد و عزیزی کو پسند آئے گا۔ اور العبتہ  
 اربابِ عقول صافیہ اوس سال کے کو عہدِ ترقی کی نظر سے دیکھیں گے۔ وہ رسالہ یہ ہے۔

## رسالہ

الدين قوام الامم و به فلاحها و فيه سعادتها و عليه مدارها۔ یعنی دینِ امتوں کو قائم بخیر  
 کا سبب اُسی سے اُن کی فلاح اوس میں اُن کی نیک بخیر اور اسی پر اُن کا دار و مدار  
 التَّيْسِيرُ رَيْتُ جَزْ ثَوْمَتِ الْفَسَادِ وَ اُرْوَمَتِ الْاَدَاوِ مِنْهَا خَرَابُ الْبِلَادِ وَ بِهَا هَلَاكُ الْعِبَادِ  
 یعنی بخیر طریقہ فساد کی جڑ برائیوں کی بنیاد ہے۔ اوس سے شہروں کی ویرانی

افان رسالہ

اور اوسى سے بندگان خدا کی تباہی ہے۔  
 نیچر کا لفظ ہندوستان کے تمام حصوں میں آج کل پھیلا ہوا ہے ہر مجمع ہر محل میں  
 اس لفظ کا ذکر ہوتا ہے۔ کیا خاص کیا عام ہر کوئی اپنی عقل کے موافق اس کی ایک  
 ایک توجیہ اور جدا جدا تفسیر کرتا ہے لیکن اول میں سے اکثر اس کی حقیقۃً اصل و وضع  
 سے غافل ہیں۔ اس لئے میں نے اپنی نفس پر واجباً نہ کہ اس کے حقیقی معنی اس کی  
 اصلی مراد بیان کر دی۔ نیچر یون کو حال کی ابتدا سے توضیح کروں جو ضرر اور فساد  
 کہ اس گروہ سے خاتمہ مذہب اور نبیات اجتماعیہ کے حق میں واقع ہوئے ہیں اول کو  
 موافق تاریخ کے مفصلاً شرح و بسط سے لکھوں اور عقلی دلیل سے دکھا دوں کہ  
 جس ملت میں یہ گروہ پایا جائے گا لامحالہ اوس کے نزدیک وال اور اوس کے ضحکال کا باعث ہوگا  
 سن رہے ہیں صحیح تواریخ سے جو کچھ ظاہر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ چوتھے اور تیسرے قرن میں  
 مسیح کی پیدائش سے پہلے یونان کے حکماء دو گروہ بنقسم ہوئے۔ ایک گروہ اسی  
 مذہب پر چلا کہ ان حسی موجودات اور ان مادی مخلوقات کو علاوہ اسی موجودات  
 یہی ہیں۔ جو مادی اور مدت سے مجرد۔ اجسام کے لوازم و عوارض سے منزہ  
 اور جسمانی نقصوں سے پاک ہوں۔ اور اس قول کا قائل ہوا کہ ان مادے اور  
 مجرد موجودات کا سلسلہ ایک ایسی مجرد موجود تک پہنچتا ہے جو سارے جہوں  
 بسیط ہو۔ کسی وجہ سے اوس میں تالف و ترکیب متصور نہیں ہوتا۔ اوس کو وجود  
 اس کی عین ہمتیہ و حقیقۃً اور اوس کی ماہیت و حقیقۃً اوس کی عین وجود ہے۔  
 وہی پہلی علت حقیقی باعث اصلی موجب جمیع موجودات کا کیا مادے کیا مجرد و خالق  
 یہ جماعت متساویین یعنی خدا پرستوں کے نام سے مشہور ہوتی جیسے فیثاغورس  
 سقراط افلاطون ارسطو اور مثل ان کے۔  
 دوسرے گروہ وہ اس پر اعتقاد کیا کہ (میٹرم) یعنی مادے اور مادیات کو سوا

یونان کے حکماء دو گروہ

یہاں میں نے صرف خدا پرستوں کا گروہ



جو کہ پانچ حواس میں سے کسی ایک سے دریافت ہوں دوسری کوئی چیز موجود نہیں۔  
 یہ گڑہ مادّیہ کے نام سے نام زد ہوا۔ جب اس سے مادّوں کی مختلف تاثیرات اور  
 ان کے قسم قسم کے خاصوں کی نسبت سوال کیا گیا اس جماعت کے پیشواؤں نے جواب  
 دیا کہ یہ ساری لازمی تاثیریں مادّوں کی طبیعت سے پیدا ہوئی ہیں۔ طبیعت کو فانیسی  
 زبان میں (ماتور) اور انگریزی میں (نیچر) کہتے ہیں۔ اسی وجہ سے یہ جماعت  
 طبیعتیہ کے ساتھ بھی مشہور ہوئی۔ طبیعتی کو فانیسی زبان میں (ماتور لیسیم)  
 اور مادّی کو (ماتیر لیسیم) کہتے ہیں۔

اس کو یونانی پیراٹیکٹر کہتے ہیں

یہ کہ مختلف اہم و ذوق

جہاں مذہب و غیر اطمین

پھر بعد اسکے اس گروہ یعنی مادّیہ نے ستاروں کی تگّوں اور نباتات و حیوانات  
 کی پیدائش کی کیفیت میں اختلاف کیا۔ بعض تو اس مذہب پر چلے کہ علوی و سفلی  
 ہیاتوں کی پیدائش اور ان محکم و استوار موالید کا بخون پر حسب اتفاق۔  
 (ملاحظہ ہو) اور گویا یہ لوگ اپنی عقل کی کمی سے ترجیح بلا مرجح کے قائل  
 ہوئے اس لئے کہ ان صدوتوں کے حصول کو بلا علت سمجھے۔ ابتدائی قول  
 و مقرر اطمین سے ظاہر ہوا جس نے کہا کہ جمیع ارضیات مسمویات ایسے چھوٹے  
 چھوٹے کثرت اجزاء سے مرکب ہیں جو بالطبع متحرک و رازروی اس بیاد و شکل  
 جلوہ گر ہو رہیں۔ اور بعض اس کے قائل ہوئے کہ مسمویات اور کرہ زمین  
 ازل سے اسی شکل پر ہیں اور برابر اسی شکل پر رہیں گے۔ انواع نباتات و  
 حیوانات کے سلسلے کی کوئی ابتدا نہیں۔ ہر بیج میں ایک چھپی ہوئی پودہ ہے  
 پھر ان سب چھپی ہوئی پودوں میں چھپے چھپے بیج و بھم جوڑا۔ اسی طرح  
 حیوانات کی ہر اصل (لفظی) میں کامل خلق کی حالت میں ایک چھپا ہوا حیوان  
 اور پھر ان چھپے ہوئے حیوان میں چھپی چھپی اصلیں (لفظی) ہیں و لہذا  
 الی غیر النہایہ۔

اور اس گروہ نے اپنی اس عقیدے اور مقولہ میں اس بات کا خیال نہیں کیا۔ کہ اس قول اور عقیدے سے مقدار مٹنا ہی میں مقدار غیر مٹنا ہیہ کا وجود لازم آتا ہے۔ ایک جماعت نے یہ اعتقاد کیا کہ انواع نباتات و حیوانات کا سلسلہ بھی جیسے کہ علمی اور سفلی نظام اور ہیا تین قدیم ہیں قدیم ہے لیکن نباتات و حیوانات کی اصلین (تخم و نطفہ) ازلی نہیں بلکہ اون کے افراد میں سے ہر فرد ان اصلوں (تخمون اور نطفون) کے تکون کے لئے بمنزلہ قالب کر ہوا جو اس کے مشابہ اور ہم شکل ہوں اور اس سے بے خبری رہی کہ بھتیہ سے حیوان ہیں کہ ہیں تو ناقص الاعضا مگر اون سے حیوان کامل مخلوق پیدا ہوتا ہے۔ اور ایک گروہ نے اپنی گمان کو بطور اجمال بیان کر کے یوں کہا کہ انواع نباتات و حیوانات ہر در زمان و توالی و مہور ایک صورت سے دوسری صورت میں تبدیل ہو کر اس موجودہ صورتہ کو پونچھتے ہیں۔ یہ گمان (ایمپور) سے ظاہر ہوا جو کہ دیو جانس کلمی کے پی رومین ہے اور جس نے کہا کہ انسان پہلے سور کی طرح بالون بھر اٹھا۔ اس اچھی شکل کو رفتہ رفتہ پونچھا ہے۔ لیکن کوئی دلیل اس پر قائم نہ کی کہ ضرور زمان کو کیوں صورتوں کے تبدیل کی علت ہونا چاہئے۔ اس گروہ یعنی پونچھنے کے متاخرین نے جب لکھا کہ علم جیالوجی یعنی طبقات الارض نے عدم تنہا ہی سلسلہ انواع کا قول باطل کر دیا لہذا اس قول سے بار رہا۔ پھر بعد از ان اختلاف کیا اولاً اصلوں کی پیدائش میں انواع نباتات و حیوانات گئے۔ ایک گروہ نے یہ کہا کہ انواع کی اصلین اس وقت پیدا ہوئیں جب کہ کرۂ زمین کے استہاب شعلہ فشاںی نے کمی کی طرف رخ کیا۔ اب کسی طرح کوئی اصل پیدا نہیں ہوتی۔ اور ایک طاعتیہ قائل ہوئی کہ اب بھی اصلوں کی پیدائش۔ خصوصاً خط استوا میں حرارۃ کی شدت کی وجہ سے ہوتی ہو پھر یہ دونوں گروہ ان اصلوں کے اسباب نمکی کی بیان سے

عاجز رہا کب چاہئے وہ زندگی یہ حیات نہایتہ ہو خواہ یہ حیات حیوانیہ۔ خصوصاً  
اوس وقت میں جب کہ انہوں نے دیکھا کہ حیات ان اصلوں کو عناصر میں علی  
اور اون کے باہم ملے رہنے کا موجب ہے۔ اور وہی اجزاء وغیرہ (جے جان) کو غذا  
کر کے جاندار اور زندہ بنا دیتی ہے۔ اور جس وقت کہ اس حیات میں کوئی نقص  
ہو اون عناصر کے تماسک (روک تھام) اور تجاذب (کشش) میں کمی  
اور بودا پن ہو جایا کرتا ہے۔

اور ایک گروہ کو ایسا خیال ہوا کہ یہ اصلیں زمین کے ساتھ کرہ اقیاب سے  
جدا ہوتے وقت ہو گئی ہیں۔

آریہ بہت ہی عجیب ہو کیونکہ وہ قائل ہیں زمین اوس وقت میں  
ایک گ کا ٹکڑا تھی۔ پھر یہ کیونکر ہوا کہ وہ اصلیں اور پچ جل کر خاک سیاہ اور  
اون کے اجزاء ایک دوسرے سے جدا نہ ہو گئے۔

ثانیاً نیچر یون جینی ماؤین کی اس جماعت متاخرین نے اون اصلوں کے حال  
نقص سے کمال اور عالم نامامی سے ان استوار اور محکم صورتوں اور شکلوں میں  
آنے کی نسبت اختلاف کیا۔

بعض تو اس مذہب پر چلے کہ ہر نوع کے لیو مخصوص اصلیں ہیں۔ وہ اصلیں  
ہیں۔ وہ اصلیں اپنی طبیعت کے مقتضی سے حرکت کر کے اور غذا کرنے سے اجزا  
غیر حیہ کو اپنا جرن بنا کر اپنی نوع کے لباس میں جلوہ گر ہوتی ہیں۔ اور اس سے  
تغافل کیا کہ تحلیل کیمیائی میں انسان بیکل اور گدھے کے لطفون میں کوئی تفاوت  
ظاہر نہیں ہوتا اور اون کے لطفون میں سے کسی ایک میں عناصر سب میں کمی بیشی  
نہیں ہوتی پس اختصاص اقبیاز کہاں سے آیا اور ایک صنف نو یہ قرار دیا کہ  
جميع انواع خصوصاً حیوانات کی اصلیں باہم برابر ہیں۔ کوئی فرق اور تفاوت

نہیں۔ اور انواع کو امتیاز جو ہر حقیقی ہی نہیں ہوتا۔ اسی واسطے یہ لوگ قائل  
 ہوئے کہ اصلین زبان و مکان کے مقتضی سے حاجتوں اور ضرورتوں کے موافق  
 خارجی قسم کر نیوالوں کے بموجب ایک نوع سے دوسرے نوع میں منتقل و راکب  
 صورت سے دوسری صورت میں متحول ہوتی رہتی ہیں۔ اس گروہ کا سردار  
 (وارون) ہے۔ اس نسل کی تالیف کی ہے جس میں وہ بیان کرتا ہے کہ انسان کی  
 اصل جہد تھی۔ رفتہ رفتہ پی بہ پی آنے والے قرون میں خارجی علتوں کے  
 سبب مسمونی صورت سے تبدیل و تغیر پا کر (اُرکن اوتان) کے برزخ میں  
 پہنچا۔ پھر اس صورت سے منتقل ہو کر پہلے انسانی درجے میں قدم رکھا جو (ایام)  
 اور کل زنگیوں کی جنس ہے۔ بعد اس کے بعض افراد انسان نے عروج کر کے زنگیوں  
 افق سے کچھ بلند افق پر مقام کیا اور وہ تو قاسم انسان کا افق ہے۔ اس شخص کے  
 زعم کے موافق ممکن ہے کہ قرون کے گزرے اور زمانہ کی گردش سے بتدریج پھر  
 ہاتھی اور ہاتھی پھر ہو جائیں۔ اور اگر اس سے پوچھا جائے کہ انواع اشجار و نباتات  
 جو ہندوستان کے جنگلوں اور جھاڑیوں میں قدیم الایام سے ہیں اور جو زمین کے  
 ایک ہی قطع میں پائے در گل رہتی اور ایک ہی آب و ہوا میں پرورش پاتے ہیں  
 پھر کس وجہ سے وہ سب کے سب ساخت و راز میں پتھریں پھول پھل مرنے  
 اور عمر میں ایک دوسرے سے مختلف ہو کر رہتی ہیں۔ اور کن خارجی علتوں نے باوجود  
 آب ہوا کے ایک ہونے کے ان میں تاثیر کی ہے البتہ پھر کے بغیر کوئی اور بات  
 ظاہر نہیں کرنے کا۔ اور اگر اس سے کہا جائے کہ یہ اہل جہل اور کاسپین  
 سمندر کی مچھلیوں کی شکلیں اور سیاتیں باوجود مکمل مشرب میں مشترک ہونے  
 اور ایک ہی میدان میں سابقہ (گھڑ دوڑ) کر نیکیے کیوں مختلف ہیں تو بغلیں  
 جہان کنے کو سوا اور کیا جواب دے گا۔

اور اس طرح اگر اس سے اون مختلف اصور والقوام حیوانوں کی نسبت سوال ہو جو ایک منطقے میں رہتے ہوں اور جن کی زندگی اور منطقوں میں دشواری ہو۔  
یا اون تباہ الحلقہ والترکیب حشرات کی بابت پوچھا جائے جو مسافات بعیدہ قطع کرنے کی قدر نہیں رکھتے تو سکوت کے سوا کیا علت بیان کر لگا۔

بلکہ اگر اس سے کہا جائے کہ اون ناقص الخلقہ اور مشغور اعلیٰوں کو ان مضبوط  
 واستوار اعضا و جوارح ظاہریہ و باطنیہ کے حاصل کرنے کی راہ کس نے دکھائی کہ  
 جن کی مضبوطی اور استواری کا مجید پانیسے حکما عاجز اور حیکمے منافع اور فوائد کے  
 شمار سے فریالوجی والے قاصر رہے۔ اور اندھے احتیاج نابینا صاحبہ مندی کیوں

ایسے مرشد کامل و اصلوں کے ان صورتی و معنوی کمالات کی طرف ایسی راہ پرانا ہوئی۔ اب تک حیرت کے دریا سے سہ نہ اوجھار لے گا۔ اس بیچارے کو فقط اسل دھوری مشابہت اور مجملی خرافات کے — مین ڈال ہے جو انسان اور بند کے

اور میان ہوا اپنے دل کے استسکین کے لئے اس شخص نے چند اہیات باتوں سے دلیل بکڑی ہر ایک یہ کہ جو گھوڑے عرب میں پیدا ہوتے ہیں اون سے سپر

یا اور بلادر وس کے گھوڑوں کے بال زیادہ ہوتے ہیں۔ اس کا سبب حاجت اور عدم حاجت کو قرار دیا ہے۔ حالانکہ اس کی علت جبینہ وہی علت ہے

جوا ایک ہی سرزمین میں مختلف سالوں میں نباتات کی کثرت و قلة کے لئے  
ہوا کھاتی ہے موافق بارش اور پانی کی زیادتی و کمی کے اور وہی علت جو گرم

شہر دن کے باشندوں کے مٹاپے اور فرہی کے لئے جو یہ سبب تھیں مٹی یا  
ولگی کے۔ دوسرے یہ کہ وہ روایت کرتا ہے کہ ایک جماعت اپنے کو تو مٹی و زمین

کاٹ ڈالا کرتی۔ جب اوس جمانہ نے کئی قرن اسی فعل پر پیش کی تو اُن کتوتوں بے دم کے بکھر پیدا ہونے لگے۔ گویا اوس کا قول یہ ہے کہ جب م کی حاجت نہ کرے

اس کے دینے سے طبیعت نے ہی انکار کیا۔ پر یہ بے چارہ اس خبر کے سننے کی طرف  
 سے بہرہ ہے کہ عرب اور عبری خدا جانے کتنے ہزار برس ہو سکے جسے براختہ  
 کراتے آتے ہیں لیکن باوجود اس کے انہیں سے ایک ہی آج تک مخلوق پیدا نہیں ہوا  
 اور بعضے ان مادہ میں یعنی خجریوں کے متاخرین سے سب اپنے اختلاف کے اقوال  
 کی پراپیٹیشن پر مطلع ہو اُنکی راویوں سے اعراض کر کے ایک نئی طرز امتیاز کی  
 موقوف ہوئے کہ ممکن نہیں ہے شعور مادہ ان پادار نظاموں اور ان استوار  
 ہستاتوں میں شکون اور خوبصورت اور عین صورتوں کی علت اور موجب ہو۔  
 اسی وجہ سے اس پر چلے کہ ان علوی سفلی انتظاموں کا سبب اور ان سے  
 صورتوں کا مقتضی تین چیزیں ہیں میٹر فورس انجینس یعنی مادہ قوتہ اور  
 اور ایسا لگایا کہ مادے نے اس قوتہ کے سبب جو اوس میں رہتی ہے اور  
 اپنے شعور اور ادراک کی مدد سے اپنے کو ان محکم شکلون اور ہستاتوں میں  
 جلوہ دیا اور دیتا ہی اور جب کہ جاندار جسموں کی صورتوں کے پیرائے میں  
 (چاہے وہ جسم جاندار بناتی ہوں یا حیوانی) نمودار ہوتا ہے نوع اور شخص کے  
 حفظ کے لئے آلات و اجزائے کی مراعات اور زمان مکان اور فصل کا لحاظ کرتا  
 ہے کہ غفلت مشہور ہے کہ دروغ گور ملاحظہ تباہ شد اسلئے یہ فرقہ اس بات کو  
 بھول گیا کہ خود اسی جماعت اور سائے متاخرین مادہ میں کا یہ اعتقاد کہ یہ اجسام  
 ذمیتقرطیسی انجرا سے مرکب ہیں اس اصل کو جسے ہزار ہر وہجد سے حاصل  
 اور جسے انجیل کو راضی کیا تھا مختل اور بکسو دیکھ دیتا ہے کیونکہ ہر ذمیتقرطیسی  
 جز کو اس وقت میں ایک خاص قوتہ اور ایک خاص شعور ہے اس لئے کہ ممکن نہیں کہ عرض  
 ہر ذمیتقرطیسی مختل پر قائم ہو سکے اور جب ایسا ہوا تو ان آدمیوں سے سوال کرتا اور  
 کہتا ہوں کہ تفصیل اور متشخص اجزاء کھان سے ایک دوسرے کے قفسہ کدھ ہو گویں گے

انہوں نے اپنے مطالب سمجھالیے۔ اور کون سی مجلس پارلیمنٹ اور محفل سنت  
ان اچھے اور عجیب کمونٹ کی تشکیل کے واسطے مشورہ کر لیا۔

اور کیونکر ان پکھرے ہوئے اجزائے جان لیا کہ اگر کسی کھجشک کے بیٹھے  
ہوں تو چاہئے کہ وہ جان دانہ چنے والے چڑیا کی شکل بن جائیں اور نول اور  
پوتھے کی اس طور پر تشکیل کریں کہ چڑیا کی زندگی کے لائق ہو۔ اور اگر کسی  
شاہین یا عقاب کے بیٹھے میں ہوں تو چاہئے نول اور خچہ اور اس کا ایسا بن لیا  
کہ شکار کرنے کے کام آئیں۔ کہان سے قبل وقوع کے جان لیا کہ یہ پرندہ  
گوشت خواہ ہوگا۔ اور جس وقت کسی کتیا کی شمشے میں کتیا کی شکل صورت  
قبول کی اس وقت کس طرح سے نیش از حصول سمجھ لیا کہ یہ کتیا بعد میں  
حامل ہوگی۔ اس کے ایک ہی جمبول میں متعدد بچے ہوں گے اس اسکے لئے  
متعدد دستانین بنانی چاہئیں۔ اور ان پکھرے ہوئے اجزائے کیونکہ  
سمجھ لیا کہ حیوانات اپنی زیست میں دل پھیرنے کے لیے بھیجے جینج اور مسد  
اعضا و جوارح کی طرف محتاج ہیں۔

البتہ یہ گروہ ان سوالوں کے سننے کے بعد دریاے حیرت میں غوطہ کھل کر  
کچھ جواب نہیں دے سکے گا مگر یہ عقل کی آنکھیں اندھی کر کے یوں گویا ہو  
ان ذمیر اطمینانی اجزائے میں سے ہر ایک جز و سبک نسات کو جاننا اور تمام  
اجزائے جو عالم وجود میں ہیں اب چاہئے عالم علوی میں ہوں خواہ عالم  
سفلی میں واقف و آگاہ ہے اور اسی وجہ سے کہ اول میں سے ہر ایک نے  
اپنی حرکتوں کو اور اجزائی کی حرکتوں کے موافق کر لیا تاکہ کوئی بات خلاف انتظام  
نہ ہو۔ اور اسی سبب عالم ایک نظام اور ایک دیرے پر قائم و دائم ہے  
پس بہت سے کہوں گا کہ اولاً اس قول سے لازم آتا ہے کہ اس بعد صغیر

ہر جزو ذمیفراطیسی کے کہ سیکرا سکوپ (دورہ ہین) سے بھی نظر نہیں آتا مانتا  
 بعد دیون گئے۔ کیونکہ ہر علمی صورت جو کسی مادین مرسوم ہوگی وہ لامحالہ  
 اوس کے بعد کے ایک جزو کو گھیر لے گی۔ اور اوس جزو کی علمی صورتیں اس فاسدہ  
 راسی کی بنا پر نامتناہی ہین۔ پس چاہئے کہ اوس تنہا ہی جزو ہین نامتناہی لیا  
 قائم ہون۔ اور یہ ازرومی ہلا ہتہ عقل کے باطل ہے۔

تائینا جب ذمیفراطیسی اجزا ایسے سمجھ بوجھ والے ہین تو پھر اپنے کمونات کو  
 جو عبارتہ ہے اون کے ہی نفس سے کمال کو کیونکہ ہین پو نہ چاتے۔

اور اپنے آپ میں دو دگھ الم پھر کیونکہ پیدا کرتے ہین اور کیا سبب ہے  
 کہ انسان اور سارے حیوانات کا اور اک جو کہ اس قول کے مطابق عین ہین  
 اجزا کا اور اک ہر کہ بنی گندہ حال تک پو نہ چنے سے عاجز اور اپنے حیات کو بچانے  
 ہین قاصر ہے اور عجیب تر یہ ہر کہ متاخرین مادیہین سارے خرافات کے  
 ساتھ بھی بعض امر میں حیران رہ کر قادر نہ ہو سکے کہ اپنی کسی مبادی و اصول  
 فاسدہ سے طبعیتہ ہر خواہ شعور منطبق کریں۔ کیونکہ انہوں نے دیکھا کہ بعض  
 مختلف الخواص موجودات کو جب تحلیل کرتے ہین اصلی عناصر ان کے  
 ایک ہی ہوتے ہین۔ لہذا ان ساری زٹلیات کے بعد جب بالغیب ہر  
 امر کے قائل ہوتے کہ ذمیفراطیسی اجزا کی مختلف شکلیں ہین۔ اور ان مختلف  
 شکل کے اجزا پر موافق اختلاف اوضاع باہمی اون کے متبائن آثار مرتب  
 ہوتے ہین۔

الحمد یہ دس مذہب اوس گروہ کے ہین جو خدائی سے انکار کرتا ہے اور صلہ  
 کے وجود کا قائل نہیں۔ اور یہ گروہ اپنے اور خدا پرستوں دونوں کے  
 وقت میں مادیہین طبعیین اور دہریتین کے نام سے نامزد ہوا۔



ہم بعد میں ایک رسالہ ان کے مذہب کی تفصیل میں لکھیں گے اور اس گروہ کے اصول کے بگاڑ کو عقلی دلیلوں سے ظاہر و آشکار کریں گے۔ ایسا کمان نہ ہو کہ اس وقت ہندوستان کے ان سپاہیوں یعنی غلبوسوں (پہلوان نیپون) پر اعتراض کرنا ہمارا مقصود ہو گا ہرگز نہیں۔ کیونکہ انہیں علم اور عقل اور معرفت سے بہرہ نہیں بلکہ انسانیت سے بھی بہرہ نہیں رکھتے۔ البتہ اس قسم کے اشخاص نہ تو قابل سوال ہیں لائق جواب و خطاب اگر انہیں کوئی قابلیت ہو بھی تو وہ یہ کہ جب کوئی چاہے کہ اُمم متحدہ نہ کی تہیہ نہ کرنا حقیقتہ کا کھولنا۔ اور حق کا ظاہر کرنا ہو گا۔ لیکن اس وقت چاہتا ہوں کہ فقط ان مفسدون کو جو مادیات یعنی نیچریوں کے گروہ عالم مذہب میں واقع ہوئے ہیں اور ان مفسدون کو جو ان کی تعلیم سے ہیماۃ اجتماع کو پہنچے ہیں بیان کروں اور اذیان خاص کروں اسلام کی فضیلت برتری اور منافع کی توضیح و تبیین کروں۔

پس میں کہتا ہوں کہ مادیات یعنی نیچری جتنے شمار شکلون انواع طرح کی صورتوں اور گوناگون ہیاتوں میں مختلف ناموں کے ساتھ قوموں اور فرقوں میں ظاہر ہوئے ہیں کبھی اپنے کو حکیم کے نام سے ظاہر کیا۔ کبھی ظلم کے اٹھانے والوں جو کر کے دفع کرنے والوں کے پیرایے میں جلوہ فرمائی گئی کسی وقت اسرار کے جاننے والوں رموز و حقائق کے کھولنے والوں اور علم باطن والوں کے لباس میں میدان میں قدم رکھا۔ کسی زمانے میں دعویٰ کیا کہ ہمارا مقصود خرافات کو رفع اور آسمانوں کی عقلوں کو روشن کرنا ہے کسی گہری فقیہوں کے دوست کم زوروں کے حمایتی اور بے چاروں کے غیر خواہ کی صورت میں نمودار ہوئے کسی ساعت اپنے فاسد مقصدوں کے پورا کرنے کے لیے جہاد کا دعویٰ کر بیٹھے۔ مثل آذر چوئے فیوں کے اور کبھی کبھی تو

انہی کے ایک رسالہ کے تفصیل میں لکھیں گے اور اس گروہ کے اصول کے بگاڑ کو عقلی دلیلوں سے ظاہر و آشکار کریں گے۔ ایسا کمان نہ ہو کہ اس وقت ہندوستان کے ان سپاہیوں یعنی غلبوسوں (پہلوان نیپون) پر اعتراض کرنا ہمارا مقصود ہو گا ہرگز نہیں۔ کیونکہ انہیں علم اور عقل اور معرفت سے بہرہ نہیں بلکہ انسانیت سے بھی بہرہ نہیں رکھتے۔ البتہ اس قسم کے اشخاص نہ تو قابل سوال ہیں لائق جواب و خطاب اگر انہیں کوئی قابلیت ہو بھی تو وہ یہ کہ جب کوئی چاہے کہ اُمم متحدہ نہ کی تہیہ نہ کرنا حقیقتہ کا کھولنا۔ اور حق کا ظاہر کرنا ہو گا۔ لیکن اس وقت چاہتا ہوں کہ فقط ان مفسدون کو جو مادیات یعنی نیچریوں کے گروہ عالم مذہب میں واقع ہوئے ہیں اور ان مفسدون کو جو ان کی تعلیم سے ہیماۃ اجتماع کو پہنچے ہیں بیان کروں اور اذیان خاص کروں اسلام کی فضیلت برتری اور منافع کی توضیح و تبیین کروں۔ پس میں کہتا ہوں کہ مادیات یعنی نیچری جتنے شمار شکلون انواع طرح کی صورتوں اور گوناگون ہیاتوں میں مختلف ناموں کے ساتھ قوموں اور فرقوں میں ظاہر ہوئے ہیں کبھی اپنے کو حکیم کے نام سے ظاہر کیا۔ کبھی ظلم کے اٹھانے والوں جو کر کے دفع کرنے والوں کے پیرایے میں جلوہ فرمائی گئی کسی وقت اسرار کے جاننے والوں رموز و حقائق کے کھولنے والوں اور علم باطن والوں کے لباس میں میدان میں قدم رکھا۔ کسی زمانے میں دعویٰ کیا کہ ہمارا مقصود خرافات کو رفع اور آسمانوں کی عقلوں کو روشن کرنا ہے کسی گہری فقیہوں کے دوست کم زوروں کے حمایتی اور بے چاروں کے غیر خواہ کی صورت میں نمودار ہوئے کسی ساعت اپنے فاسد مقصدوں کے پورا کرنے کے لیے جہاد کا دعویٰ کر بیٹھے۔ مثل آذر چوئے فیوں کے اور کبھی کبھی تو

مہذب اور غیر خواہ ائمہ بھی اپنا نام شہور کیا لیکن جس گروہ میں کہ یہ پائے گئے جس قوم میں کہ ظاہر ہوئے۔ جس ائمہ میں کہ ظہور کیا اور جس لباس اور جس نام سے کہ نمودار ہوئے اپنے فاسد سادی باطل اصول ضرر پہنچانے والی تعلیموں ہلاک کرنے والی رایوں اور جانیں تلف کرنے والے قانون کے سبب اس گروہ کے زوال کا موجب اس قوم کے ضعیف ہونے کا باعث اور اس ائمہ کی نیستی کی علت ہوئے اور ان ائمہ کی ہیا تو جماعت کو نیست و نابود کر کے ان کے آخر و احاد کو متفرق کر ڈالا۔

کیونکہ انسان ظلم و جہول اور اس مخلوق خیانت کار و پر حرص و خونخوار کو دینوں کے سبب صدر اول میں چند عقیدے اور چند خصلتیں حاصل ہوتی ہیں کہ آئین اور قبیلے اُن عقیدوں اور خصلتوں کو اپنے باپ دادا سے بطور ارث اخذ کر کے اُن سے اپنے اخلاق کی تبدیل و فساد سے جو ہیا تو جماعت کا برہم کرنے والا ہے پرہیز اور اُن کے نتائج سے اپنی عقلوں ایسے معارف سے کہ سادہ کا سبب اور مدینہ کی بنیاد ہیں روشن کرتے اور اسی وجہ سے اُن کو ایک قسم کا قیام و ثبات حاصل ہوتا۔ اور یہ پھر یوں کہ گروہ جس ائمہ میں کہ ظاہر ہوتا انہیں عقیدوں کے باطل کرنے انہیں خصلتوں کے بگاڑنے میں کوشش کرتا جس سے اس ائمہ کے ارکان ہیا تو جماعت میں خلل راہ پاتا اور وہ ارکان ایک دوسرے جدا ہونے لگتے حتیٰ کہ بالکل مضمحل و نابود ہو جاتے۔ چنانچہ یہ اب بھی اسی فاسد طریقے پر چلتے ہیں۔

اس کا بیان واضح یہ ہے کہ انسان کو مدتوں سے تین اعتقاد اور تین خصلتیں دینوں کے سبب حاصل ہوئی ہیں جن میں سے ہر ایک خصلت مدتوں کے قیام ہیا تو جماعت کی پاداری کے لیے ایک رکن استوار مدینہ استثنیٰ اور

قبیلوں کی ترقی کے حق میں اس میں محکم اور ان شر و فساد کے دفع کی واسطے جو قبائل کے برباد کرنے والے ہیں موجب فعال ہے۔ اُن تین بڑے عقیدوں میں سے اول اس بات کا اعتقاد ہے کہ انسان زمین کا فرشتہ اور وہی اشرف مخلوقات ہے۔

دوم اس بات کا یقین کہ اوس کی آمنت تمام ائمہ سے اشرف ہے اور اوسکی آمنت کے سوا سب باطل اور گم رہی پر ہیں۔ سوم اس بات پر وثوق کہ انسان اس عالم میں اُن لائق کمالات کے حامل کر نیکو آیا ہے جن کے ساتھ وہ ایک ایسے عالم کی طرف منتقل ہو گا جو اس تنگ تاریک عالم سے کہ حقیقت میں میت الاخران کے نام کے لائق ہے کہیں افضل اعلیٰ کا شادہ اور اتم ہے۔

اور ان تین عقیدوں کی بڑی بڑی تاثیر و ن سے یہاں اجتماعی میں بڑے بڑے منافع سے مدنیہ میں۔ ہر ایک کے کثیر فائدوں سے آستونہ انتظامات و روابط میں ان میں سے ہر ایک کے اچھے اچھے نفع سے نوع انسانی کی بقا اور اوس کے افراد کے باہمی فیست میں بطریق صلح و صلح اور ان میں سے ہر ایک کے عمدہ عمدہ نفعوں سے ملتوں کی ترقی و عقلی و نفسی کمالات میں غفلت نہ کرنے چاہیے۔ اس وجہ سے کہ ہر اعتقاد کے لئے بالید اسہ فوائد و لوازم ہیں جن کا اوس سے جدا ہونا محال ہے۔

انسان کے اس اعتقاد کے لوازم میں سے کہ اوس کی نوع اشرف مخلوقات ہے ایک زمرہ تو یہ ہے کہ وہ قسمہ ابھی خصلتوں کو برآ جائے گا اور حیوانی صفتوں کو مسخ کرے گا۔ ہمیں کچھ شک نہیں کہ جس قدر یہ اعتقاد زیادہ مضبوط ہو گا اسی قدر اوس اعتقاد کا وہ لازمہ بھی ترقی کرنا جایگا۔ اور جب قدر وہ لازمہ قوت

اول تین اعتقاد و عقاید

دوم تین اعتقاد و عقاید

پر طے گا اتنی ہی اس انسان کے عالم عقلی میں ترقی زیادہ ہوگی۔ اور عالم عقلی کی ترقی کے موافق ملرج میں مدنیہ کے اوس کا بلند ہونا اور عروج کرنا ہے۔ حتیٰ کہ مدنیہ فاضلہ والون میں سے ہو جائے گا۔

اور اسکی زلیست اپنے اون بھائیوں کے ساتھ جو کہ اوس یلے کو پونج گئے ہوں محبت حکمت اور عدالت کی بنیاد پر قائم ہوگی۔ اور یہ ہی حکما کی غائی مراد اور دنیا میں انسان کی نہایت سعادت ہے۔ پس یہ اعتقاد انسان لئے اس مر سے بہت بڑا روکنے والا ہے کہ دنیا میں وحشی گد ہوں اور شقی بیلون کی طرح زلیست کرے۔ اس عالم میں جنگوں کے بہائم کی طرح زندگی کرے۔ انعام اور چار پاویں کی زندگانی پر راضی ہو جو مضرتوں درد اور بیماریوں کے دفع کی قدرت نہیں رکھتے۔ اپنی حیا کے طریقوں کو جیسا کہ جاتے نہ جانے۔ ساری عمر وحشت و ہشتہ اور خوف میں گنواں اور افراد انسانیت کے واسطے اس بات بہت بڑا زجر کرنے والا ہے کہ ایک دوسرے کو شیر آن درندہ گر گان تیز چنگال۔ اور سنگان تیز پنجہ کے مثل پارہ پارہ کریں۔ اور پس اس ردنی صفتوں میں جیہ انہی مماثلہ و مشابہت بڑا مانع فکری حرکات عقلی قوی کے استعمال کی طرف بہت اچھالے چلنے والا اور نفوس کی تہذیب و فاضل کی برائی کے واسطے بہت بڑا اثر ڈالنے والا ہے

غور کرو اگر کسی قوم یا قبیلے کا اس طرح کا اعتقاد نہ ہو بلکہ خدا اس کے اوپر کے احاد و افراد کا ایسا عقیدہ ہو کہ انسان سارے حیوان کے مثل ہے بلکہ ان سے بھی پیچھے ہو تو کس قدر دنی اور رذیل باتیں اون سے سرزد ہوں گی اور کیا کیا شرارتیں اون سے ظہور میں آئیں گی۔ اون کے

۱۰  
۱۱  
۱۲  
۱۳  
۱۴  
۱۵  
۱۶  
۱۷  
۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰  
۵۱  
۵۲  
۵۳  
۵۴  
۵۵  
۵۶  
۵۷  
۵۸  
۵۹  
۶۰  
۶۱  
۶۲  
۶۳  
۶۴  
۶۵  
۶۶  
۶۷  
۶۸  
۶۹  
۷۰  
۷۱  
۷۲  
۷۳  
۷۴  
۷۵  
۷۶  
۷۷  
۷۸  
۷۹  
۸۰  
۸۱  
۸۲  
۸۳  
۸۴  
۸۵  
۸۶  
۸۷  
۸۸  
۸۹  
۹۰  
۹۱  
۹۲  
۹۳  
۹۴  
۹۵  
۹۶  
۹۷  
۹۸  
۹۹  
۱۰۰

نفوس کتنے بہت اور دنی ہو جائیں گے اور اُن کی عقلوں کو کیونکر سکون حاصل ہوگا اور کیونکر حرکات فکریہ سے باز رہیں گے اس عقیدے کے خواہش میں ہے کہ اُس کی آیت تمام آدم سے افضل ہے اور اُس کے سوا سب باطل پر ایک یہ کہ لامحالہ اس عقیدے والا ساری امتوں کی مبارکات مجارہ اور ہمسری کے درجے ہوگا۔ فضائل کے میدان میں اُن سے پیش قدمی کرے گا بلکہ انسانیت کی ساری ترقیوں میں کیا عقلی ترقیاں کیا نفسی فضیلتیں اور کیا ہمیشہ کی بزرگیاں سب میں ساری قوموں پر برتری اور فوقیت ڈھونڈے گا۔ ہرگز اپنے اور اپنی آیت کے انحطاط خستہ و نارتہ اور کمینہ بن رہی ہوگا۔ کسی شرف عہدہ طاقتوری کا وہاں درلایہ کو قوم بیکانہ کے لیے نہ دیکر بلکہ اُس کے اعلیٰ و افضل اپنے قوم کے چاہے کیونکہ اس عقائد کے سبب اپنے اور اپنی قوم کو سارے اُن امور کے واسطے جو عالم انسانی میں فضیلت برتری اور شرف تہا کیے جاتے ہیں سب سے زیادہ خواہ لائق اور سزاوار جانتا ہے اگر خارجی قاسروں کی وجہ سے اس کی قوم کو کسی برتری فضیلتہ انسانیت میں کوئی انحطاط و تنزل ہوا ہو ہرگز اُس کا قلب راتہ و آرم حاصل نہ کرے گا بلکہ جب تک زندہ ہے ہمیشہ اُس کے علاج و تدبیر میں کوشش کرے گا پس یہ عقیدہ مدنیہ میں پیش قدمی کے لیے سب سے افضل سبب۔ طلب علم و معارف و مسائل کے لیے بہت بڑی عجلت۔ اور اسباب کو ملکہ بعد و اعلا خوف کے حامل کمینہ ہونے کی کوشش کیلئے بہت محکم و جگہ۔ تہذیب و تمدن اگر کسی ایک ملت کو پتہ میں ہو فضائل کی طرف اس کے اعادہ کو حرکت کرنے میں کسی قدر دیر ہوئی ہوگی ہمتوں میں کس قدر اونگی ہمتوں میں کس قدر فتور واقع ہوگا کتنی بے چارگی کتنا کمینہ بن اس آیت کو گمیرے گا اور کس طرح کی غلامی رسوائی اور خواری میں وہ ملت ہوگی خصوصاً ساری ملتوں سے اگر اپنے کو پیچھے جانے جیسے دہیڑ

اس آیت کے خواہش میں ہے کہ اُس کی آیت تمام آدم سے افضل ہے اور اُس کے سوا سب باطل پر ایک یہ کہ لامحالہ اس عقیدے والا ساری امتوں کی مبارکات مجارہ اور ہمسری کے درجے ہوگا۔

اور مانگ کی قوم -

اس وثوق کے مقتضیات سے کہ انسان اس عالم میں کمالات کے چلار  
 کرنے کو آیا ہے، ایک کشادہ تر علی عالم کی طرف منتقل ہو ایک تیر کہ جب عقائد  
 کلی کو حاصل ہو یہ نہج ضرورت و لزوم اس عقیدے والا ہر وقت اپنی عقل کو  
 سچے معانی اور سچے علوم سے عزیز و منور کرنے میں کوشش کرے گا۔ اپنی  
 عقل کو بیکار نہ چھوڑ دے گا۔ جو کچھ کہ اس میں درستی و فساد و مشاعر عالیہ  
 و خواص جلیلہ و دلچسپ ہوں گے ان سب کو پوری کوشش سے پوشیدگی سے  
 عالم ظہور میں لاکر منصفانہ طور پر بلوہ دے گا اپنی حیات کے سارے راز و نیاز  
 اپنے نفس کو تیری صفحتوں کے پاک کرنے کے لیے کوشش کرے گا۔ اوس سحر  
 سلکوں کی درستی و اصلاح میں کوتاہی نہ کرے گا اور ہمیشہ کوشش کرے گا کہ ان  
 زرباز و مناسب طریقوں سے حاصل کیجیے نہ دروغ گوئی علیہ باری  
 خیانتہ مکاری رشوت خوری اور تعلق طلبی راہوں سے اور ان رہنمو  
 صرف کیجیے جو لائق اور زیبا ہیں نہ بر باطل۔ پس یہ عقیقہ بہت اچھا  
 بلانے والا ہے اس مدینہ کی طرف جس کی بنیاد سچے معارف اور پاکیزہ  
 و مجذب اخلاق پر ہو۔ بہت اچھا مقتضی ہے اس پیادہ اجتماع کے  
 قائم رکھنے کے لیے جس کا ستون یہ ہو کہ ہر شخص اپنے حقوق کو سمجھائی  
 اور عدالت کی سیدھی راہ پر چلے نہایت قوی باعث ہے ان امتوں کے  
 رابطے کے لیے جن کی بناحد و معاملات کی مراعات پر ہوا زور و رکھتی  
 و صداقت کے۔ اور نہایت پسندیدہ سبب ہے اصناف انسان  
 سالہ و موافقہ کا اس سبب سے سالہ محبت و عدالت کا خمرہ اور  
 محبت و عدالت پسندیدہ عادات و اخلاق کا نتیجہ ہے۔ یہی ہے وہ

اس طرح انسان کو ہر عالم میں رہنے کی ضرورت ہے

کیا عقیدہ کہ انسان کو سارے شہر سے باز رکھتا اور اس کو شقاوت و بختی  
 سے نجات دے کر مدینہ فاضلہ میں سعادت و نیک بختی کے عرش پر پہنچاتا ہے  
 تصور کرو کہ اگر کسی آدمی کو یہ عقیدہ ہو کہ جس قدر خلافت دور وئی درگاہوں  
 حیلہ بازی رشوت خوری اس آدمی میں پہلے کی۔ کس قدر حرص بے صبری و  
 بے وفائی دھوکے سے مارنا حقوق کو باطل کرنا اور مقابلہ و مجاہدہ شہرہ  
 پاسے گا اور کتنی ہستی معارف کے حاصل کر نہیں واقع ہوگی۔ وہ تین  
 خصلتیں جو دنیوں کے سبب بدقون سے استون اور فرقوں میں حاصل  
 ہوئی ہیں ان میں سے ایک تو حیا کی خصلت ہے اور وہ نفس کا افسوس  
 جو تہذیب و تشبیع کا موجب ہو شہرہ مند و منفعل اور اس حالت کے اعتیار  
 کرنے سے جو عالم انسانی میں نقص خمار کی جابی متاثر ہونا ہے۔ جانتا  
 چاہیے کہ اس خصلت کی تاثیر دنیا و اجتماعیت کے انتظام اور نفوس کو  
 فعل شیع اور برے کاموں سے روکے رہنے میں سیکڑوں  
 قانون ہزاروں محاسب اور لاکھوں پولیس سے زیادہ ہے کیونکہ جب  
 حیا نہ ہو اور نفس کہنیہ پن اور سنگلی کے دائرے میں قدم رکھے تو ہر کون  
 حد اور کون سی جزا سوسے قتل کے ان افعال سے روک سکتی ہے جو ہر  
 اجتماعیت کے فساد کا موجب ہوں یہ بھی نہ چاہیے کہ سولن کی طرح ہر ایک  
 کاموں کی جزا قتل کو قرار دیں۔ چھٹا (حیا) شرف نفس کے ساتھ ملازم  
 ایک کا دوسرے سے جدا ہونا شایان نہیں شرف نفس پر سلسلہ  
 معاملات کا دار و مدار اور چانون کی درستی عمدہ و نکی استواری کی بنیاد  
 اور ہی قول و فعل میں انسان کے اعتبار کا سرمایہ ہے۔ یہ خصلت عین خصلت  
 نخوت و غیرت ہے جو سبب حیثیات کے اخلاف کے دو ناموں سے ہم

انسان کو سارے شہر سے باز رکھتا اور اس کو شقاوت و بختی سے نجات دے کر مدینہ فاضلہ میں سعادت و نیک بختی کے عرش پر پہنچاتا ہے

تصور کرو کہ اگر کسی آدمی کو یہ عقیدہ ہو کہ جس قدر خلافت دور وئی درگاہوں حیلہ بازی رشوت خوری اس آدمی میں پہلے کی۔ کس قدر حرص بے صبری و بے وفائی دھوکے سے مارنا حقوق کو باطل کرنا اور مقابلہ و مجاہدہ شہرہ پاسے گا اور کتنی ہستی معارف کے حاصل کر نہیں واقع ہوگی۔ وہ تین خصلتیں جو دنیوں کے سبب بدقون سے استون اور فرقوں میں حاصل ہوئی ہیں ان میں سے ایک تو حیا کی خصلت ہے اور وہ نفس کا افسوس جو تہذیب و تشبیع کا موجب ہو شہرہ مند و منفعل اور اس حالت کے اعتیار کرنے سے جو عالم انسانی میں نقص خمار کی جابی متاثر ہونا ہے۔ جانتا چاہیے کہ اس خصلت کی تاثیر دنیا و اجتماعیت کے انتظام اور نفوس کو فعل شیع اور برے کاموں سے روکے رہنے میں سیکڑوں قانون ہزاروں محاسب اور لاکھوں پولیس سے زیادہ ہے کیونکہ جب حیا نہ ہو اور نفس کہنیہ پن اور سنگلی کے دائرے میں قدم رکھے تو ہر کون حد اور کون سی جزا سوسے قتل کے ان افعال سے روک سکتی ہے جو ہر اجتماعیت کے فساد کا موجب ہوں یہ بھی نہ چاہیے کہ سولن کی طرح ہر ایک کاموں کی جزا قتل کو قرار دیں۔ چھٹا (حیا) شرف نفس کے ساتھ ملازم ایک کا دوسرے سے جدا ہونا شایان نہیں شرف نفس پر سلسلہ معاملات کا دار و مدار اور چانون کی درستی عمدہ و نکی استواری کی بنیاد اور ہی قول و فعل میں انسان کے اعتبار کا سرمایہ ہے۔ یہ خصلت عین خصلت نخوت و غیرت ہے جو سبب حیثیات کے اخلاف کے دو ناموں سے ہم

انسان کو سارے شہر سے باز رکھتا اور اس کو شقاوت و بختی سے نجات دے کر مدینہ فاضلہ میں سعادت و نیک بختی کے عرش پر پہنچاتا ہے

ہوئے ہیں۔ نخوة وغیرہ اُستون فرقوں اور قبیلوں کے علوم معارف جاہ  
 شوکہ عظیمہ غنی ثمرۃ میں حقیقی ترقیوں کا موجب ہے مگر اگر کسی آدمی کو غیرہ  
 غفوة نہ ہو کسی وقت اوس کے لیے ترقی حاصل نہ ہوگی بلکہ پیش رفتہ و تارۃ  
 و تہ متکثر اور عبودیت میں رہے گی۔ یہ ملکہ یعنی ملکہ صفا انسانی باہمی  
 اظہار محبت اور معاشرہ میں کارشتہ ہے کیونکہ باہمی اُفتہ کسی کہ وہ میں نہیں  
 ہو سکتی مگر حدود و ادب کی حفاظت سے اور حدود و ادب کی حفاظت سے  
 نہیں ہو سکتی مگر اسی شریعت ملکہ سے۔ یہ وہ خصلت ہے کہ انسان کو جمہ  
 آداب سے فزین حیوانات کے برے فعلوں سے دور اور حکمت و  
 سکنت کی درستی و اصلاح کی طرف دعوۃ کرتی ہے۔ اس کے سبب  
 انسان سارے حیوانوں سے امتیاز پاتا اور ہیبت کے دائرے سے باہر  
 باہر رکھتا ہے۔ یہ وہ یکتا خلق ہے کہ ارباب فضائل کی مجلس پر ایک نکتہ  
 کرتا اور نقصوں کو رکھتا ہے۔ اور انسان کو خستہ نہیں دیتا کہ جمل و نادانی  
 و نادر و غفلت پر رہتی ہو۔ یہ وہ صفت ہے کہ امانت و صداقت کا تحقق بخیر  
 ممکن ہیں۔ یہ بہلا و صف سے کہ معلم مرقی اور تاصح اسکی مدد سے کام  
 اخلاق سے صورتی معنوی فضائل ملتا ہے یعنی شرف کی طرف دعوۃ  
 کرتا ہے۔ کہ ملاحظہ نہیں کرتے جب اوستاد چاہتا ہے کہ شاگرد کو فضیلت  
 کی طرف بلائے تو اسے مخاطب کر کے یوں کہتا ہے کہ تجھے خرم نہیں آتی کہ تیرا  
 ہم عمر تجھے فضیلت میں سبقت لے گیا اگر یہ خصلت نہ ہوتی تو تیرے توجہ کا کوئی اثر  
 ہوتا نہ تشریح کا کوئی ثمر نہ دعوۃ کا کوئی فائدہ۔ پس معلوم ہوا کہ یہ خصلت سارے  
 خوبونکی اصل سارے حاصل کی جڑ اور سارے ترقیوں کا موجب تھی اور  
 ہوز ہے سوچو اگر یہ صفت کسی قوم میں نہ ہو اوس قوم کے اعاذ میں کتنی خیاات



کتنی دروغ گوئی ظاہر ہوگی کہ قدر ذیل و شیخ افعال کس قدر مکروہ و قبیح اعمال  
 اون سے علانیہ سرزد ہوں گے کتنی مفلسی کتنی ذنارتہ کتنا کینہ پن اور کتنی کج خیال  
 انہیں گمراہی کی اور کس طرح کی حیوانیت اور کسی ہمیتہ ان پر غلبہ ہوگی۔ دوسری امانت کی  
 خصلت ہے۔ ہر شخص کو معلوم ہے کہ انسانی نوع کی بقا اور اس کی زلیست اس عالم کے  
 معاملات اور کاموں کے سادے پر موقوف ہے۔ اور معاملات اور مبادلہ اعمال  
 کی روح و جان امانت ہے۔ جب امانت لوگوں میں نہ ہو معاملات کا سلسلہ ایک  
 دوسرے سے جدا۔ مبادلہ اعمال کا رشتہ ایک دوسرے سے بریدہ ہو جائے  
 اور جو وقت کہ نظام معاملات پارہ پارہ ہو جائے ہرگز انسان کو اس میں مزین بقا  
 و زلیست ممکن نہ ہو۔ اس کے ماسوا ستون اور فرقوں کی رفاہیت و آسائش اور  
 انکی معیشت کا انتظام صورتہ وقوع قبول نہ کرے مگر کسی ایک قسم کی حکومت سے اب  
 چاہے وہ حکومت جمہوریہ ہو یا حکومت مشروط یا حکومت مطلقہ۔ حکومت کی ساری  
 قسمن تشکل و متحقق نہیں ہوتیں اور باید زمین ہو سکتیں مگر اس جماعت سے  
 جو گمراہوں (حراس) کی صفہ سے متصف ہو کر عدو و بلادین انبیہ کو تقویٰ  
 باز رکھے اور ملک کے اندر قاتلون خون ریزوں راہ زنوں اور چوروں  
 دور کرنے میں کوشش کرے اور اس گروہ سے جو شرعیہ کو جاننا قوانین  
 دول نظامات احم سے واقف اور کسی عدم و قضا پر عدالت و وفاداری کے  
 مقدمات فہمیل کرنے کو اجلاس فرما کر جگہ کے چکنا ناہو۔ ان اشخاص سے  
 جو مال گزاری خراج عکاس و تحیرہ قانون حکومت کے موافق عموم المالی سے جمع  
 کر کے خزانہ حکومت میں کرنی الحقیقہ عموم رعایا کا خزانہ ہے اسکی حفاظت کرن  
 اور ان دیہوں سے جو اس جمع کیے ہوئے مال کو کفایت شعاری کے  
 ساتھ لوگوں کے منافع عمومیہ کے لیے چھپے ہوئے اور اسکول ہونے

اور کتنی کج خیال  
 انہیں گمراہی کی اور کس طرح کی حیوانیت اور کسی ہمیتہ ان پر غلبہ ہوگی۔ دوسری امانت کی  
 خصلت ہے۔ ہر شخص کو معلوم ہے کہ انسانی نوع کی بقا اور اس کی زلیست اس عالم کے  
 معاملات اور کاموں کے سادے پر موقوف ہے۔ اور معاملات اور مبادلہ اعمال  
 کی روح و جان امانت ہے۔ جب امانت لوگوں میں نہ ہو معاملات کا سلسلہ ایک  
 دوسرے سے جدا۔ مبادلہ اعمال کا رشتہ ایک دوسرے سے بریدہ ہو جائے  
 اور جو وقت کہ نظام معاملات پارہ پارہ ہو جائے ہرگز انسان کو اس میں مزین بقا  
 و زلیست ممکن نہ ہو۔ اس کے ماسوا ستون اور فرقوں کی رفاہیت و آسائش اور  
 انکی معیشت کا انتظام صورتہ وقوع قبول نہ کرے مگر کسی ایک قسم کی حکومت سے اب  
 چاہے وہ حکومت جمہوریہ ہو یا حکومت مشروط یا حکومت مطلقہ۔ حکومت کی ساری  
 قسمن تشکل و متحقق نہیں ہوتیں اور باید زمین ہو سکتیں مگر اس جماعت سے  
 جو گمراہوں (حراس) کی صفہ سے متصف ہو کر عدو و بلادین انبیہ کو تقویٰ  
 باز رکھے اور ملک کے اندر قاتلون خون ریزوں راہ زنوں اور چوروں  
 دور کرنے میں کوشش کرے اور اس گروہ سے جو شرعیہ کو جاننا قوانین  
 دول نظامات احم سے واقف اور کسی عدم و قضا پر عدالت و وفاداری کے  
 مقدمات فہمیل کرنے کو اجلاس فرما کر جگہ کے چکنا ناہو۔ ان اشخاص سے  
 جو مال گزاری خراج عکاس و تحیرہ قانون حکومت کے موافق عموم المالی سے جمع  
 کر کے خزانہ حکومت میں کرنی الحقیقہ عموم رعایا کا خزانہ ہے اسکی حفاظت کرن  
 اور ان دیہوں سے جو اس جمع کیے ہوئے مال کو کفایت شعاری کے  
 ساتھ لوگوں کے منافع عمومیہ کے لیے چھپے ہوئے اور اسکول ہونے





یہ الوہیت کے منکر یعنی بخیر ہی جس زمانے میں کہ پیدا ہوئے جس امت میں کہ ظہر کیا  
ان کا مقصود اصل۔ انکی حقیقی مراد یہی رہی کہ اپنے فاسد مبادی باطل اصول  
کیواسطے انسانی سادہ کے قصور سدس الشکل کو کہ نہیں تین اچھے عقیدوں  
امد تین عمدہ فضیلتوں سے عبارت ہے جڑ سے ڈباوین۔ شقاوت بد بختی کے  
دروازے ان بچاروں کے منہ پر کھول دیں۔ اور بد بختی کے عرش سے  
آمار کر و شتہ و حیوانیت کی خاک رسوائی پر لا بٹھائیں۔ کیونکہ انہوں نے  
اپنی تعلیموں کی بنا اول اسی امر پر رکھی کہ سارے دین باطل و اہیات  
اور آدمیوں کے بنائے ہوئے ہیں پس کسی ملت کو نہ چاہیے کہ دین و مذہب  
کے واسطے سے اپنی شرافت اور ساری ملتوں پر حقیقت ثابت کرے۔ بعد  
اس فاسد تعلیم کے جو انسان کی مہنتوں کی مستی کا موجب اور اسکی  
حرکات میں طرف محالی کے درجہ کا سبب جیسا کہ پیشتر گذارش کیا گیا  
انہوں نے کہا کہ انسان ہی اور حیوانوں کے مثل ہے۔ اسکو بہانہ پر کوئی  
فضیلت نہیں۔ بلکہ از روئے خلق و فطرۃ اکثر اس میں ہے زیادہ بہت  
اور خیریں جوتے ہیں۔ اس قول سے حیوانیت کے دروازے آدمیوں کے  
منہ پر کھول دیے۔ قبیح افعال کروہ اعمال کے ارتکاب کو لوگوں پر مستعمل  
آسان کر دیا اور زندگی اور چہ بھار کے عیب کو اٹھا ڈالا۔

اسے بعد بیان کیا کہ اس حیات کے سوا اور کوئی زندگانی نہیں۔ انسان  
اوس بودہ کے مثل ہے جو ربیع میں آگے اور گرمی میں خشک ہو کر خاک میں  
میل جائے۔ نیک بخت وہ شخص ہے کہ اسی دار دنیا میں ساری حیوانین  
لذتیں یہی حاصل ہوتے رہیں اس راہی باطل کے حسب  
انہوں نے غدر خیانت و تدویر و دغا بازی کے بازار کو رواج دیا آدمیوں کو

زوالۃ و خرابی کی طرف بلایا۔ اور عقل و فکر کی آلات کی سیر اور حقائق کے کشف سے باز رکھا۔ جب اس عالم انسانی کے طاعون و وبا یعنی نچر یون تے دیکھا کہ یہ فاسق تعلیمین حیا و لون کے دلون میں ہونہ نہیں ہونگی شرم و اسے ہرگز حیوانیت کے دائرہ میں پانون نہیں رکھنے کے۔ اور کھانے پینے شادی بیاہ میں ہرگز ابا جتہ و ہتہرا پر رضی نہیں ہونیکے تو اس وجہ سے لگے اسی حیا کے ازالے میں کوشش کرنی کہنے لگے کہ حیا کی صفت نفس کے ضعف اور نقص سے ہے اگر کوئی نفس قوی و کامل ہو تو ہرگز اوس کو کسی قسم کے عمل سے شرم و حیا حاصل نہیں ہونے کی۔ پس پہلے انسان پر واجب ہے کہ اس صفت کے ازالے میں کوشش کرے تا کہ اس نفسی تک پہنچ جاوے۔ اس جیلے سے انہوں نے طریق حیوانیت کے عقبات و موانع اٹھا دیے اور سبیل ہیبتیہ کہ عبارتہ اشتراک و ابا جتہ سے ہے اوس پر چلنے کو نفوس پر آسان کر دیا پویشیدہ نرسہ کہ امانت و صدا کے موجب حقیقتہ میں دو امر ہیں۔ ایک تو بچیلے دن پر اعتقاد رکھنا دوسرے ملکہ حیا۔ اور ظاہر ہو کہ نچر یون کے گردہ کے انکار کا ان تعلیمات میں سے اسی عقل و اٹھا دینا اور اسی ملکہ کا زائل کرنا ہے پس ان کی خیانت و کذب کے پہلا نہیں اوس شخص کے قول کی تاثیر سے زیادہ ہے جو بذاتہا خیانت و کذب ہی کی دعوت کرتا ہو۔ کیونکہ جب موجب امانت و صداقتہ یعنی و جلیل صفتہ اور وہ شریف نفس میں ہوگا ہر وقت نفس خیانت و کذب کی طرف بلانے والے کے قول کے ساتھ ایک نوع کی مقاومت کرے گا۔ اگرچہ یہ مقاومت ضعیف ہی کیونکہ نہ ہو اس کی وجہ سے اس کے قول کی تاثیر میں کچھ ضعف واقع ہو کر کہی کہی اوس عقیدے اور اوس صفتہ والا آدمی خیانت و کذب سے پرہیز کرے گا۔ بخلاف اوس کے کہ اصل موجب ہے نوع نفس سے شاذ الا جانی۔ کیونکہ اوس وقت میں کوئی باعث

ایمانت و صداقتہ کی وجہ سے  
پہلے انسان پر واجب ہے کہ اس صفت کے ازالے میں کوشش کرے تا کہ اس نفسی تک پہنچ جاوے۔ اس جیلے سے انہوں نے طریق حیوانیت کے عقبات و موانع اٹھا دیے اور سبیل ہیبتیہ کہ عبارتہ اشتراک و ابا جتہ سے ہے اوس پر چلنے کو نفوس پر آسان کر دیا پویشیدہ نرسہ کہ امانت و صدا کے موجب حقیقتہ میں دو امر ہیں۔ ایک تو بچیلے دن پر اعتقاد رکھنا دوسرے ملکہ حیا۔ اور ظاہر ہو کہ نچر یون کے گردہ کے انکار کا ان تعلیمات میں سے اسی عقل و اٹھا دینا اور اسی ملکہ کا زائل کرنا ہے پس ان کی خیانت و کذب کے پہلا نہیں اوس شخص کے قول کی تاثیر سے زیادہ ہے جو بذاتہا خیانت و کذب ہی کی دعوت کرتا ہو۔ کیونکہ جب موجب امانت و صداقتہ یعنی و جلیل صفتہ اور وہ شریف نفس میں ہوگا ہر وقت نفس خیانت و کذب کی طرف بلانے والے کے قول کے ساتھ ایک نوع کی مقاومت کرے گا۔ اگرچہ یہ مقاومت ضعیف ہی کیونکہ نہ ہو اس کی وجہ سے اس کے قول کی تاثیر میں کچھ ضعف واقع ہو کر کہی کہی اوس عقیدے اور اوس صفتہ والا آدمی خیانت و کذب سے پرہیز کرے گا۔ بخلاف اوس کے کہ اصل موجب ہے نوع نفس سے شاذ الا جانی۔ کیونکہ اوس وقت میں کوئی باعث

و داعی اجتناب کے لیے باقی نہیں رہنے کا علاوہ برین چونکہ اس گروہ نے اپنے مذہب کی بنا اباتہ و مشترک پر رکھی ہے جمیع مشابہات کو حق مشترک سمجھ رکھا ہے اور اختصاص و امتیاز کو محض کرنا تصور کر لیا ہے۔

جیسا کہ آئندہ ذکر آئے گا لہذا خیانت کے لیے کوئی موقع و محل بھی باقی نہیں رہتا اس سبب سے کہ کوئی شخص اپنے حق مشترک کے حاصل کرنے کے لیے کوئی حیلہ کرے تو یہ خیانت نہیں ہے اسی طرح اگر جوٹ کو وسیلہ گردانے کذب قبیح نہ سمجھا جائیگا پس معلوم ہوا کہ اس گروہ کی تعلیمیں ساری خیانتوں اور کذب و دروغ کا موجب اور سارے شر و رذالۃ اور تمام دنارۃ اور خیانت کا سبب ہیں الاحمالہ اگر اس قسم کی باتیں کسی آئینہ میں ظاہر ہوں وہ نیست و نابود ہو جائی۔ جو کچھ کے بن نے بیان کیا اور اس کے بخونی ظاہر ہو گیا کہ یہ گروہ کس طرح آستون قبیلوں اور قوموں کی تباہی اور بربادی کا سبب ہوا کرتا تھا۔ آپ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ گروہ انسان کے بہت بڑے دشمن ہیں نہ انہ اور بہنوز ہے۔ اس اصلاح کے زعم میں جو ان لوگوں کے مایوس کیا ہوئے ہوئے حیلے میں نقش ہے یہ چاہتے تھے اور اب بھی اس پر قائم ہیں کہ فساد کی آگ روشن کر کے اس بیچارے نوع کے خاندان کو خاک و پالاک کے اس کے نام کو وجود کی لوح سے مٹا ڈالے کیونکہ ہر شخص پر ظاہر ہے کہ افراد انسان کی بقا اس جہان میں از روئے ضرورت بتیہی صنعتوں اور حرفوں پر موقوف ہے جو کہ شرف و خستہ سہولت و دشواری میں باہم متفاوت ہوا کرتے ہیں اور اس جماعت کا غایہ مطلب اور نہایت مقصد یہ ہے کہ تمام انسان ساری خواہش اور لذت کی چیز و نعمین سامی ہو جائے اختصاص و امتیاز در میان سے آٹھ جائی کسی کو کسی امر میں کسی پر افزونی ہو

و داعی اجتناب کے لیے باقی نہیں رہنے کا علاوہ برین چونکہ اس گروہ نے اپنے مذہب کی بنا اباتہ و مشترک پر رکھی ہے جمیع مشابہات کو حق مشترک سمجھ رکھا ہے اور اختصاص و امتیاز کو محض کرنا تصور کر لیا ہے۔

و داعی اجتناب کے لیے باقی نہیں رہنے کا علاوہ برین چونکہ اس گروہ نے اپنے مذہب کی بنا اباتہ و مشترک پر رکھی ہے جمیع مشابہات کو حق مشترک سمجھ رکھا ہے اور اختصاص و امتیاز کو محض کرنا تصور کر لیا ہے۔

برتری نہ ہو۔ اور سب آدمی نہایت مساوات کے ساتھ باہم سیر کریں جب ایسا ہوگا  
 ہر شخص اعمال شاقہ خسیہ کے ارتکاب سے باز رہیگا۔ امر عیشت مختل ہو جائیگا۔  
 معاملات اور مساوات اعمال کا دو لابلاب حرکت کرنے سے رہ جائے گا۔ اور آخر کار  
 یہ نوع ضعیف وادی ہلاکت کی طرف رخ کر کے کلیتہً زائل ہو جائیگی۔ (سچ ہے بالیویا  
 والو کی اصلاح کا نتیجہ اس سے زیادہ کیا ہوگا) اگر فرض محال کریں کہ انسان کی  
 زندگی اس خفیع طریقے پر ہی ممکن ہے تو جاننا چاہیے کہ بلا شک اس کی ساری  
 خوبیاں ساری زمینیں اور ساری شوکت با و فنا پر جاتی رہے گی سارے ظاہری  
 کمالات ساری صورتیں مصنوعی ترقیان سارے علوم سارے معارف سارے  
 صنائع نیست و بابو ہو جائیں گے اور بزرگی و شرف کی کرسی کے الٹ جائیں گے  
 بعد بادۂ وحشت میں وہ ہی مثل سارے حیوانوں کے ہزاروں دکھ  
 اور بیماریوں کے ساتھ نہایت خوف و بیم میں بسر کرے گا اس سبب سے کہ انسان  
 کی ساری فضیلتوں کی حقیقی علت اختصاص و امتیاز کو دوست رکھتا ہے جب اختصاص  
 امتیاز ہی اوٹھ جائی نفوس عالی کی طرف حرکت کرنے سے باز رہیں عقول متعلق  
 اشیاء کی کتنے معلوم کرنے اور دقائق امور کے استکشاف سے شستی کریں اور  
 انسان وحشتی بہائم کے مثل اس جہان میں زندگانی کرے۔ اگر ممکن ہو تو ورنہ  
 ہیبت ہیبت۔ معلوم ہو کہ نیچریوں نے کئی طریقے اپنی مفسدانہ تعلیموں کے  
 پھیلانے کے لیے اختیار کیے۔ چنانچہ امتیہ اور بے خوفی کے وقت اپنے  
 سارے مساوی و مقاصد نہایت تصریح اور غایت بیان سے عالم پر ظاہر کیے  
 بیم و خوف کے زمانے میں تدریج کو واجب سمجھ کر اشارہ کیا اور رمز کے  
 طریق کو فریب کے قدم سے طے کیا۔ کبھی دفعتاً انسان کے اوس قصر  
 نیک بختی کے چوون ارکان کے ڈبا دینے میں کوشش کی۔ کیونکہ وقت

ہر حسب مقتضای حال اون ارکان میں سے بعض کو محط نظر تعلیمات باطلہ  
 قرار دیکر اوسکی دیرانے میں ہی طبع عمل میں لائے کسی مہم بموجب ضرورت اُن  
 ملزومات و لوازم کی نفی میں مشغول ہوئے جنکی نفی اُن کے ارکان کی نفی کی مستلزم  
 ہو کسی زمانے میں اصالح کے انکار و ثواب و عقاب کے اعتقاد کے ابطال پر تھنا  
 کی۔ کیونکہ سمجھے کہ ان دو اعتقاد و محکامات زوال لا محالہ ہمارے سارے مفکر متفق  
 نتیجہ بخشے گا۔ کسی ساعتہ سبادی کے ذکر سے خاموش رہ کر اصل مقصد کی رک  
 وہ سب چیزوں میں سب آدمیوں کا اباحت و اشتراک ہے) اگر ایش اور ترین اور  
 تحسین میں مشغول ہوئے اور گاہ گاہ اپنے فاسد اصول کے مخالفین کے خفیہ  
 مار ڈالنے کی راہ اختیار کر کے مکرو فریب کے ہزاروں بیگناہوں کا خون کر بیٹھے۔  
 بالکل جب انکی تعلیمیں کسی اہمیت میں ظاہر ہوتیں بد نفسوں کی ایک جماعت کو کہ غایہ  
 مقصود یہی شہر تو نکاح حاصل کرنا ہو اگر تا آب چاہے راہ حق سے ہو یا راہ باطل  
 سے۔ وہ تعلیمیں پسند آئیں اور وہ نتائج و عواقب کے بغیر ملاحظہ ان فاسد  
 رایوں پر خوشند و خوش دل ہو کر اُن کے رواج دینے اور پھیلانے میں۔  
 کوشش کرتے۔ دوسری جماعت اگرچہ اون اقوال پر ایمان نہ لاتے مگر عقائد  
 تو نہ کرتے۔ مگر اس کے ساتھ ہی اُن کے ضرور وں اور مفسدوں کی محفوظ و  
 مصون نہ رہتی۔ اور اوس کے نفع بخش عقیدوں کے ارکان فائدہ مند  
 صفتوں کی بنیاد میں بھی خلل فساد اور تباہی مہم پائی۔ اس سبب سے کہ اکثر انکی  
 عقاید و اخلاق میں یہ سہ تقلید و عادت ہو کر تھیں اور تقلید و عادت کے  
 ارکان کے ہلا دینے کو ادنیٰ شبہ اور توہمی سی تشکیک کافی ہے۔ لہذا انکا  
 اخلاق اوس اہمیت کے عموم افراد کو گمراہ لینا۔ جوٹ غدر و میلہ بازی خیانت  
 اس میں شائع ہوتی ہر وہ حیا کا اوٹھ جاتا اور ایسے افعال کو اس قوم میں



کھلے خزانے ظاہر ہوتے کہ انسان کی حالت کے لائق نہیں چونکہ اون فاسد قوموں کے سبب ہر ایک کو ایسا لگتا ہوتا کہ اس حیات کے سوئی دوسری حیات نہیں پس وصف (اگلیت) اس قوم پر غلبہ کرتا (وصف آستی) عبارت ہے اپنی ذات کی محبت سے اس درجہ تک کہ اگرچہ اس صفت والے کا جوئی نفع سارے جہان کے ضرر کا مستوجب ہو مگر اس نفع سے ہاتھ نہ اٹھائے اور سارے جہان کے لوگوں کے ضرر پر رضی ہو یہ صفت موجب اس کا ہوتی کہ ہر شخص اپنے شخصی نفع کو منافع عام پر مقدم رکھتا اور اپنی آیت و قوم کو نہایت کم قیمتہ پر بیچ دیتا بلکہ فتنہ فتنہ اس خراب زندگی کے سبب اس پر بڑی اور خوف غالب ہوتا۔ اور اپنی زندگی کے بچانے کے لیے کمینہ بن سفلگی غلامی اور رسوائی پر رضی خوشنم ہوتا جس وقت کہ احوال آتے کہ حال اس درجے کو پہنچتا اتفاق و اتحاد کا رشتہ ٹوٹ جاتا و حد و حقیقت نیست و نابود ہو جاتی وہ قوتہ کہ قوم کی محافظ و نگہبان ہو اور وہ علت کہ اس کو اپنی حالت پر برقرار رکھے نازل ہو جاتی اس کو بزرگی عزتہ۔ اور شرف نفس و عرش سرنگو ہو جاتا۔

اون آستون کی تفصیل یہ ہے جو عزت و شرف کے بعد پھر یون یعنی مادین کی تعلیم سے رسوائی اور افلاس میں مبتلا ہوئیں۔ مادین یعنی پھر یون کی تعلیم کے طریقوں کی شرح یہ ہے۔

اگر یکا یعنی یونانیوں کی ایک چوٹی سی قوم تھی مگر ان تین عمدہ عقیدوں خصوصاً اسل اعتقاد کے واسطے سے کہ ہماری قوم جہان کے ساری قوموں سے اشراف اور اون تین اہم ہفتون خصوصاً عار و ننگ کی صفحہ کے صفت کے سبب کہ وہ عین سیلیا یہ کہ اسکا پہلا نتیجہ ہے اس نے علوم و معارف کے بازار کے رواج کے بعد سامی دراز تک فارس کی سلطنت کے مقابلہ میں جو کاشغری سرحد سے

لیکر ہستانبول کے کنارے تک پہنچی ہوئی تھی ہستاندگی کی۔ اور سواری اور  
 غلامی کے ڈر سے کہ شرف نفس کو زیبا نہیں اور عارفونگ والا اوس سے  
 برابر انکار ہی کر گیا۔ جو اندری کے پاؤں کاڑھے۔ یہاں تک کہ آخر الامر فارس  
 کی اوس بڑے بادشاہتہ کو زبردہ کر کے تطاول کے ہاتھ بند و ستار  
 پر بھی بڑھا ہی دیے۔ امانتہ کی صفتہ او نہیں اس درجہ تک پہنچی ہوئی تھی  
 کہ موت کو خیانتہ پر ترجیح دیتے چنانچہ قسوس تو اس وقت میں جب کہ  
 (ارتازکس) نے اوس کو حکم دیا کہ فارس کی فوج لیکر یونان کی فتح کیلئے  
 توجہ کرے زہر کھا کر مر گیا۔ اور اسی نے ہوا کہ اپنی قوم کے ساتھ خیانتہ کرے  
 ساتھ اس کے یونانیوں نے اوس کو خدمتہ نمایاں اور فارس پر غلبہ  
 حاصل کر نیلے بعد نفی کر دیا تھا اور اوس نے تباہ کاری انہیں پناہ لی تھی۔  
 یونان کی تاریخ کی طرف رجوع ہو) جب ایکور (ایفیور) نالور لیسیم اور ایکورین  
 یعنی ایفیوری یونان میں سکیم کے نام سے ظاہر ہوئے تو اون لوگوں نے التبتہ  
 کے انکار کے بعد کہ سارے فسادوں کی جڑ اور ساری برائیوں اور خرابیوں کا  
 سرمایہ ہے جیسا کہ بعد میں بیان ہوگا کھا کہ انسان خود پسندی اور عجب اپنے  
 غرور کے سبب ایسا گمان کرتا ہے کہ عالم سارے کا سارا اسی کے ادھور  
 وجود کے لیے پیدا ہوا ہے۔ وہ ہر ساری مخلوق قات سے اشراف اور ساری  
 کائنات کی علتہ غائی ہے اور اپنی حوص اور لایچ کی واسطے لکھا اوس جنوں کی  
 وجہ سے جو اوس پر غالب ہے ایسا خیال کرتا ہے کہ اوس کے لیے ایک نورانی  
 جہان اور ایک جاودا الی عالم ہے کہ دار دنیا سے رحلتہ کرنے پر اوس مقدس عالم  
 میں منتقل ہو کر عیب نقص کی آمیزش کے بغیر سعادۃ کے کمال کو پہنچ جائے گا۔  
 لہذا اوس نے اپنے کو نیچر یعنی طبیعت کے خلاف بہتیری بیڑیوں اور زنجیروں میں

یونان کی تاریخ

یونان کی تاریخ

یونان کی تاریخ

یونان کی تاریخ

یونان کی تاریخ

یونان کی تاریخ

حکم کر اور بیہار مشقتوں اور کلفتوں کی تکلیف میں مبتلا کر کے طبعی مزون اور فطری  
 لذتوں کے دروازے بند کر دیے ہیں حالانکہ اوس کو کسی بات میں کسی حیوان  
 پر برتری نہیں بلکہ فطرۃ و طبیعۃ کے رو سے سارے حیوانات سے ناقص اور  
 پست ہے و صنعتیں جو اوسے ملحقہ آئی ہیں اور جن پر اسے فخر ہے سب  
 تقلید کے طور پر حیوانوں سے اخذ کی گئی ہیں جیسے بناملکومی سے - عمارتی  
 بنانی شہد کی کمی سے - قصر کو خشک بنانی دیکر سے - اسباب خانہ دار  
 اکٹھی کرنی چوٹی سے - سویتی بلبیل سے اور مثل اس کے - پس چکا کہ مہر غور  
 انسان جانے کہ اوسکی زندگی نباتات کی زندگی کی سی ہے اس جہان کے  
 سوا کوئی اور جہان اوسکے لیے نہیں - اور نہ اس زندگی کے سوا کوئی  
 اور زندگی گائی ہوتی - پس عبث اپنے کو رنج و تعب میں نہ ڈالے تکلیفوں  
 بہاری بوجہ کو بیہودہ اپنے کند ہے پر نہ رکھے نیچر کے خلاف اپنے کو تسخیر  
 کے مزون طرح طرح کی لذتوں سے محروم نہ رکھے بلکہ جس طرح سے کہہ سکیں  
 جس طور پر کہ ملحقہ آئے اپنا حصہ اس جہان کی لذتوں سے اٹھالے اور  
 حرام حلال لائق ساز و آزار لائق ناساز و آزار اور ساری بنائی ہوئی باتوں کی  
 کمائیوں پر حزن سے انسان نے اپنے کو مقید کر رکھا ہے - کان نہ دہرے  
 اور دل نہ لگائے - بہر جب ان لوگوں نے دیکھا کہ جاری تعلیمیں جب تک دنیاوی  
 حیا کی صفہ نہیں ہے بے فائدہ ہون گے تو لگے اوسے ابھی خصلۃ کو زائل کرنے  
 کھا کہ جیسا شرم نفس کے ضعف کی وجہ سے ہے ہر انسان کو لازم ہے کہ  
 کہ اوس کے زائل کرنے میں کوشش کرے اور عادتوں کی قید کو اٹھا دے  
 تا سارے اوں افعال کے کرنے پر قادر ہو جنکو لوگ برا جانتے ہیں - اور  
 تا اوں اعمال کے کھیلے خزانے کرنے سے اوس کا نفس متاثر و منفعل نہ ہو

آخر الامر یہ ابقیوری شر کا پردہ اٹھا اور انسانی آبرو کا خون کر جہاں کمین کوئی خوان دیکھتے تو اہی نہ خواہی اپنے کو وہاں جا پونچھتے یہاں تک کہ اکثر اوقات خوان والے اس نئی حکم کو گتے کا خطاب دیکر ہڈیوں سے مار کر کھال دیتے اس کے ساتھ ہی یہ انسان کی صورتوں کے گتے باز نہ آتے۔ اور المالِ مشاع بین الكل کہ کے ہر طرف سے جُک پڑتے۔ ان کے کلبتیر کے ساتھ مشہور ہونے کا ایک سبب یہ بھی ہے یونان کے نجر یون لیکی بیسین کی فاسق قلمیون نے جب یہ مرور زمان یونانیوں کے دلوں اور عقلوں میں اثر کیا تو عقلوں نے بلاوۃ کی طرف رخ کیا علم و حکمت کا بازار سرد ہو گیا۔ اخلاق بگاڑ گئے۔ اوس قوم کا شرف نفس مہینہ پن اور لیبی۔ امانۃ خیانتہ حیاء و ننگ بے شرمی و غفلتی فحشاء بزدلی۔ اور محبتہ وطن حبس شخصی محبتہ سے بدل گئی خلاصہ یہ کہ ان کے قصہ سعادت کے چوون سستوں ان کی انسانیت کی ساری بنیادیں ڈھکی گئیں۔ لہذا ان کی سلطنت اور عزت برباد ہو گئی۔ روم یعنی لاتین کی جنس کے ہاتھ میں گرفتار ہو اور برسوں ان بری تعلیمون کی شامت سے انہوں نے غلامی کی قید میں بسر کی بعد اس کے کہ کسی زمانہ میں اس عالم میں بالاتفاق حاکم سمجھے جاتے تھے فارس کی وہ قوم تھی کہ سپین نیک بخشی کے چوون اصول اعلیٰ رتبہ کو پہنچے ہوئے تھے۔ اپنے کو ایسا شریف مانتی کہ اوس کا گمان تھا کہ جنی قومین سعادت والی قومین وہی ہیں جو ہماری حمایت میں ہوں یا ہمارے ملک کے قرب و جوار میں شرف پائی حاصل کی ہو۔ امانۃ و صداقت اس قوم کی پہلی دینی تعلیموں میں داخل تھی یہاں تک کہ اگر محتاج ہوتی قرض پر اقدام نہ کرتی اس خون سے کہ سبب اناچار ہو کر کوئی جوٹ جسے سرزد ہو ان غفیدوں اور خصلتوں کے سبب عزت و رفعت

دور قلمیون

فاسق قوم

اور ان کے ملک کی وسعت نے یہاں تک ترقی کی تھی کہ اوس کے بیان کے  
 ایک شاہنامہ چاہیے۔ مورخ (فرنسٹ زمان) کہتا ہے کہ دارا کی اہمیت کے زمانہ  
 فارس کی بادشاہی عبادت تھی ۲۱ والی نشینوں سے ایک والی نشین میں مصر  
 سواصل بحر قلزم بحر ہند اور سندھ داخل تھے اگر کسی وقت انکی سلطنت  
 میں کوئی فتور ہم پوچھنا صحیح اصول کی تائیدوں سے توڑے زمانے میں اسکا  
 تدارک کر کے پہرا پنی پہلی حالہ اور تسلط عظیم کی طرف رجوع کرتے۔ یہاں تک  
 کہ قباد کے زمانہ میں مزدک نیچری یعنی طبعی کے رافع جو ردافع ظلم کے لباس  
 میں ظہور کیا۔ اور اپنی ایک تعلیم سے فارس کی قوم کی ساری نیچریت کی  
 بنیادیں اکٹری کر پینڈین۔ کیونکہ اوس نے کہا جن قوانین حدود اور  
 آداب کو کہ لوگوں نے وضع کیا ہے وہ سب کے سب موجب جور تمام  
 سب ظلم اور کلہم باطل پر ہیں۔ شرعیہ مقدسہ نیچر یعنی طبیعت مہنوز منسوخ نہیں  
 ہوئی۔ حیوانات و بہائم میں محفوظ و مصنون ہے۔ وہ کون سی عقل کون  
 دانش ہے جو نیچر کے پائے کو پونچھ۔ نیچر نے تمام ماکولات مشروبات اور کھانا  
 مکمل کھانے پینے والوں اور ناکھین کے درمیان حق مشغول قرار دیا ہے  
 پس کیا ضرور ہے کہ انسان اپنے وہم کی گھر ہی ہوئی باتوں کے سبب کہ  
 جنگو قوانین اور آداب بتاتا ہے اپنی آمان بٹٹی اور تہن سے محروم رہے  
 اور اور لوگ ان سے متمتع ہوں اور اس کے کیا معنی ہیں کہ ایک شخص خمر کرے  
 کے مال کو اپنے تصرف میں لا کر اوسکی ملکیت کا دعویٰ کرے۔ یا یہ کہ کسی  
 عورت سے نکاح کر کے سب کو اوس سے باز رکھے۔ اوس قانون ہیز  
 کون سی حقانیت ہے جو شرکت کا مال دبا لینے والوں کو حق دار بنانا اور  
 اوس بے چارے کو جو کسی حیلے سے اپنا حق وصول کرے غاصب فائن

اور ان کے ملک کی وسعت نے یہاں تک ترقی کی تھی کہ اوس کے بیان کے ایک شاہنامہ چاہیے۔ مورخ (فرنسٹ زمان) کہتا ہے کہ دارا کی اہمیت کے زمانہ فارس کی بادشاہی عبادت تھی ۲۱ والی نشینوں سے ایک والی نشین میں مصر سواصل بحر قلزم بحر ہند اور سندھ داخل تھے اگر کسی وقت انکی سلطنت میں کوئی فتور ہم پوچھنا صحیح اصول کی تائیدوں سے توڑے زمانے میں اسکا تدارک کر کے پہرا پنی پہلی حالہ اور تسلط عظیم کی طرف رجوع کرتے۔ یہاں تک کہ قباد کے زمانہ میں مزدک نیچری یعنی طبعی کے رافع جو ردافع ظلم کے لباس میں ظہور کیا۔ اور اپنی ایک تعلیم سے فارس کی قوم کی ساری نیچریت کی بنیادیں اکٹری کر پینڈین۔ کیونکہ اوس نے کہا جن قوانین حدود اور آداب کو کہ لوگوں نے وضع کیا ہے وہ سب کے سب موجب جور تمام سب ظلم اور کلہم باطل پر ہیں۔ شرعیہ مقدسہ نیچر یعنی طبیعت مہنوز منسوخ نہیں ہوئی۔ حیوانات و بہائم میں محفوظ و مصنون ہے۔ وہ کون سی عقل کون دانش ہے جو نیچر کے پائے کو پونچھ۔ نیچر نے تمام ماکولات مشروبات اور کھانا مکمل کھانے پینے والوں اور ناکھین کے درمیان حق مشغول قرار دیا ہے پس کیا ضرور ہے کہ انسان اپنے وہم کی گھر ہی ہوئی باتوں کے سبب کہ جنگو قوانین اور آداب بتاتا ہے اپنی آمان بٹٹی اور تہن سے محروم رہے اور اور لوگ ان سے متمتع ہوں اور اس کے کیا معنی ہیں کہ ایک شخص خمر کرے کے مال کو اپنے تصرف میں لا کر اوسکی ملکیت کا دعویٰ کرے۔ یا یہ کہ کسی عورت سے نکاح کر کے سب کو اوس سے باز رکھے۔ اوس قانون ہیز کون سی حقانیت ہے جو شرکت کا مال دبا لینے والوں کو حق دار بنانا اور اوس بے چارے کو جو کسی حیلے سے اپنا حق وصول کرے غاصب فائن

بتا رہا ہے۔ لہذا ہر شخص پر واجب ہے انسان کی ناقص عقل کے قوانین آداب اور شرائع ظالمانہ طوق کو گردن سے نکال دینے۔ نیچر کی پاک شریعت کے موافق مل اور عورتوں میں ہے جو کچھ کہہ سکا حق ہوتا ہوا اوس کو جس طور سے ہو سکے وصول کرے اور غضب کرنے والوں کو بہ جبر و زبردستی غضب اور جور کے برے فعل سے باز رکھے جب یہ باطل تعلیمیں پارس کی قوم تالیع ہوئیں جہاں دریاں سے اٹھ گئی ہے وفائی اور خیانت ظاہر ہوئی نپینہ پن اور نیکی نے زور پکڑا یہی صفاتوں نے غلبہ کیا۔ اور نپینہ پارس (قوم) کی بالکل بگڑ گئی تھی تو شیروان نے اگرچہ مرزک اور اوس کے بعض بڑے روون کو قتل کیا لیکن ان بڑی تعلیموں کے دور کرنے پر قادر نہ ہو سکا اس لیے وہ سے اوس قوم سے نہ ہو سکا کہ عرب کے ایک حملہ کا بھی تحمل کرے حالانکہ اوس کا حریف وہم سرکہ عبادہ ہے روم سے کتنے قرون تک عربوں سے برابر مجاہدہ و محاربہ کرتا رہا۔

مسلمانوں کی وہ اُمت تھی کہ سچے خدائی دین اور سچی آسمانی شریعت کے سبب اتنے اچھے عقیدے اور اتنی عمدہ خصلتیں اوس اُمت کو حاصل ہوئیں اور اس قدر ارکان ستہ اوس میں اتوار ہوئے کہ ایک قرن یعنی سو برس میں ان عقیدوں اور عادتوں کے نتائج سے کوہ الپ و چیرینی سے لے کر سدر چین تک اپنے تحت تصرف میں لائی اور کسریٰ اور قیصر کے دماغ کو سوا کی خاک پر گھستے دیے باوجود اسے کہ ایک چوٹی طوسی جماعت سے زیادہ تھی اوس کے عمدہ اخلاق اس درجے تک پہنچ گئے تھے کہ ان اخلاق کے مقناطیس سے تھوڑے زمانہ میں سولہ یونان غیر مسلمین کو اپنے مذہب میں کنج لیا اور جو کہ ان کو اختیار دیا گیا تھا کہ جہاں مختصر سا جزیرہ دین جہاں اسلام اختیار کرے یعنی اسلام کے لیے کسی پر جبر نہ ڈالا جاتا تھا۔ اس طرح کا غلبہ اس طرح کی غزوة



کیا حلال کیا حرام کیا آئینہ کیا ثبات کیا صدق کیا کذب کیا فضائل کیا زائل  
 (سب کے سب برابرین) پھر اپنے تابعین کے نفوس میں اباحت قائم  
 کرنے پر الوہیت کے انکار اور مذہبِ پنجویں کے اثبات کے لیے دوسرا حیلہ  
 کام میں لا کر کتنا کہ اگر خدا موجود ہو موجودات کے ساتھ شاہد ہوگا اور اگر خدا  
 ہو موجودات کے مثل ہوگا۔ پر خدا ہر قسم کی شبہ سے منزہ ہے پس خدا موجود  
 ہے نہ معدوم (یعنی اسم کا اقرار کرو اور کسی سے انکار) ایک زمانہ تک  
 یہ اہل باطن کا گروہ پوشیدہ طریقے سے ان تعلیموں کو فریے سے مسلمانوں  
 کے اخلاق کے بگاڑنے میں کوشش کرتا رہا علما ی دین اور سارے روستا  
 مسلمان اس امر پر مطلع ہو کر درپے معارضہ ہوئے۔ جب ان لوگوں کو دیکھا  
 کہ معاوضین بہت ہیں تو اپنی باطل راہوں کے پیلانے کے لیے ائمہ محمدیہ کے  
 ہزاروں علما صلحا اور ائمہ خفیہ قتل کر ڈالے ان میں سے بعض نے ان  
 فاسد اور مضر عقیدہ کو گرفت پا کر (الحوث) کے منبر پر صاف صاف علم  
 پر نظر اٹھایا اور کہا کہ قیامت کے کھڑے ہوتے وقت کسی طرح کی تکلیف خالق پر نہ ہوگی  
 نہ ظاہری نہ باطنی۔ اور قیامت عبارت ہے حق کے قیام سے اور میں قائم  
 حق ہوں۔ بعد اس کے ہر کوئی جو کہہ جاسے کہ تکلیف آٹھ گئی  
 (یعنی انسانیت کے دروازے بند ہو گئے اور حیوانیت کے کھل گئے) باجملہ  
 ان اہل باطن اور تاویل وائے پیچیدہ (نا تو رلیمون) نے مسلمانوں کے  
 سابق قرون کے کمال کے حیلے سے خلق کو سارے نقائص و زوائل  
 کی طرف کھینچا اور ملتوں کو خواب و تباہ کرنے والے میں بلایا۔ نبی  
 جعلی تزیہ کے حیلے سے الوہیت کا اعتقاد کہ اس دنیا میں ساری نیکیتیں  
 کی بنیاد ہے عقلوں کی لوحِ مسماۃ والا۔ ہر روز ان ائمہ محمدیہ کے اسحاق کو بچے



پہنچ کر رکھ دیا اور اس شریفانہ کے پسندیدہ عقیدوں اور نیک فہمیتوں کے متعلق  
 ہرگز ایسا نہ کیا کہ وہ کسی شجاعت و مردانگی - ذرا اور بڑی امانت و صداقت خیانت و روغلوگی اور  
 محبتِ اسلام بھی کسی شخصیت سے بدل گئی اس سبب سے ہمارے فرنگ کے کمینوں کی ایک جماعت  
 پانچویں قرن میں شام کی سرزمین میں ہجوم کر کے سکھایوں شہروں اور دیہاتوں کو خراب  
 کر ڈالا اور ان کے نعمت خون کیے اور قریب دو سال تک مسلمان ان کمینوں کے دفع سے  
 عاجز رہے۔ حالانکہ اس فسادِ اخلاق اور تباہیِ عقائد سے پہلے فرنگ کی قوم کو اپنے ملک  
 میں ہی مسلمانوں کے ہاتھ سے رقت و آرام نہ تھا۔ اسی طرح تاتار ترک و منگول اور ہنسوں کی ایک  
 گروہ نے چنگیز خان کے ساتھ اگر محمدیوں کے شہر کو دیران کر کے لاکھوں خون کو خاک میں ملا دیا  
 اور مسلمانوں کو اتنی قوت نہ ہوئی کہ اس بلا کو اپنی ذات کے دور کریں باوجودیکہ اول اسلام میں  
 باوجود قتلہ عمد کے سترچین تک مسلمانوں کے گھوڑوں کی جولان گاہ تھی یہ سب ذلت و حقارت  
 خرابی و یرانی مسلمانوں کے لیے حاصل ہوئی مگر خیانت و روغلوگی بڑی گرا جانی ضحیف  
 اور ہستی سے جھکے آثار وہ سب فاسد تعلیمات ہیں۔ چونکہ دین اسلام کے اخلاق و آداب  
 اکثر نفوس بالکل زائل ہوئے تو لہذا ان لوگوں نے ہزاروں کوشش کے ساتھ ہی دراز کے  
 بعد شام کی سرزمین فرنگ کے ہاتھ سے لیکر چنگیز کو کو خراف اسلام سے مشرف کیا۔ لیکن اس  
 یہ نہ ہو سکا کہ اس ضعیف کو بالکل زائل کر ڈالیں۔ اور اپنے اس غلبہ قوت کو دوبارہ ہمیں لائیں  
 کیونکہ وہ غلبہ انہیں سچے عقیدوں اور پسندیدہ فہمیتوں کا  
 نتیجہ تھا اور فساد کے راہ پانچ فرماؤں کا عادی و شوار ہوا اس سبب سے ہے کہ تاریخ و اس  
 مسلمانوں کے تسلط کے انحطاط کی ابتداء محار جہلیہ سے لیتے ہیں پر چاہے یوں ہمارے مسلمانوں  
 ضعیف اور ان کے کلے کے تفرق کا آغاز ان ہی فاسد تعلیموں اور باطل رایوں کے شروع سے  
 لیتے۔ مخفی نہ ہے کہ بابی کے جو اس اخیر زمانہ میں ایران میں پائے گئے اور جنہوں نے ہندوگان  
 خدا کے ہزاروں خون کیے وہ انہیں آلموت کے شجر یوں کے کوچک ابدال را نہیں کر سکتے

علان ایران  
 کی تباہی و بربادی  
 یہاں تک  
 دونوں  
 کہ ذلت و  
 ہوانیت  
 کی طرف  
 پہنچ گئی  
 کی تباہی و  
 بربادی

۱۵



اختلاف مشابہت اور سلسلہ کے احوال کو گہرا کیا۔ لیکن تک کہ رفتہ رفتہ مختلف رایوں جدا گانہ  
 مشرکوں کو گوئی پر ایک طائفہ اپنی طرف مشغول ہو کر اپنے اپنے مقصدوں اور اپنی اپنی لذتوں  
 حاصل کرنے میں کوشش شروع کی اور منافع عامہ سے متنہ ہیر لیا۔ اسی سبب سے ایک خارجی نفوذ کیا  
 یورپ کیا کچھ تمام روبرہ نقصان ہوا۔ ناپلیوں اور نے اگرچہ دوبارہ مسیحی دین کو مدنی دی  
 مگر ان عقیدوں کا اثر و کون گئے کیا اور اختلاف مشرب زائل نہوا اور آخر کار یہ ہوا کہ جرمنی کے  
 باہر کے شکست کھائی اور وہ نقصان ان کو پونہا جس کا سامی دراز کے بعد ہی جبر  
 نہیں ہو سکتا۔ بلکہ مضر تعلیمین باعث اسکا ہوئی تھی (سوشلسٹ) یعنی اجتماعیتیں کا  
 طائفہ زمین پیدا ہوا۔ جو ضرر اور خسار کے اس گروہ سے فرانس میں پونہا وہ بھی  
 جرمنی کے ضرر و خسار سے کم نہ تھا (فرانس کی تاریخ جنگ کی طرف رجوع ہو) اگر ان  
 اچھے عقیدوں اور پسندیدہ مصلحتوں والے اس امر کا تدارک نہ کرتے یہ تو اپنے بل  
 مقصدوں کو پورا کر نیکیے لیے فرانس کو زیر و زبر کر کے خاک میں ملا دیتی۔

پوشیدہ نہ رہے کہ آرتھ عثمانیہ سی نیچر پوچھ فاسد عقیدہ کے بعض امرا و عظامین ظاہر  
 ہو نیکیے سب اس رنج دینے والے حال کو پونہا حتی کہ وہ شکری افسر جنون نے  
 اس اخیر طوائف میں خیانت کی اور خرابی کا باعث ہوئے وہی تھے جو نیچری طریق چلتے  
 اور اپنے کو نئے افکار والا سمجھتے یعنی نیچری تعلیم کے سبب ایسا گمان کرنے کہ انسان  
 سارے حیوانات کے مثل ہی۔ اور یہ اخلاق یہ عادات جن کو اپنے حق میں فضیلت شمار  
 کرتا ہے نیچر کے خلاف اور عقل کی فضول باتوں میں ہیں چاہیے کہ ہر شخص جہان تک  
 کہ ہو سکے اور جس جگہ کہ ممکن ہو حیوانی لذتیں اور سہولتیں اپنے لیے حاصل کرے  
 اور قید و کن خرافات اور بے عقل آدمیوں کے بیہودہ جعلیات کے سبب اپنے کو  
 لذتوں محروم نہ کرے جب انسان فنا ہو جاتا ہے ہر شرف کیا گیا کیسی اور امانت ہوتا  
 لیا بلا۔ اسی واسطے انہوں نے باوجود درتہا ہی جلیبہ کے سفلی کو قبول کر کے تہوڑی

قیمت پر عثمانیوں کے اتنے پرس کے شرف کے گہ کو برباد کر دیا۔  
 (سوشلسٹ)۔ (کمونٹ)۔ (نٹلسٹ) یعنی اجتماعیین اشتراکین اور علمائین  
 یہ تینوں گروہ اسی طریق کے رہ سپر ہیں۔ اپنے کو محب الفقرا والضعفا  
 والساکین کے نام سے ظاہر کیا ہے۔ ان طائفوں میں سے ہر ایک اگر اپنے  
 مطلب کی ظاہر اجدگانہ طور سے تقریر کرتا ہے۔ لیکن اُن کی غایت و نہایت  
 مراد یہی ہے کہ سارے انسانی امتیازوں کو اٹھا کر مزدک کے مثل سب آدمیوں  
 کو چیزوں میں شریک کالیں۔ پس فساد مقصد کے پورا کرنے کے لیے کتنی خور دیا  
 کین کتنے فساد اور فتنے برپا کیے۔ اور کتنی عمارتوں اور دیہاتوں میں آگ لگا دی  
 یہ لوگ کہتے ہیں جمیع لذائذ جو روی زمین پر ہیں سب نیچر یعنی طبیعت کے فیوضات  
 ہیں پس نہ چاہیے کہ کسی شخص کو کوئی اختصاص کسی چیز کے ساتھ یعنی ان لوگوں کے جو  
 جو انسانیت میں اوسکے مشاک ہیں۔ بلکہ چاہیے کہ ساری لذتوں کی چیزیں اشتراکات  
 تمام افراد انسان کے درمیان حق مشترک رہیں یہی یہ بھی کہتے ہیں کہ نیچر کی  
 شریعت یعنی اباد و ہشتراک کے شریع و نشر کا سب سے بڑا سد اور سب سے زیادہ کھلم  
 مانع دین اور ملتیں ہیں پس لازم ہے کہ ان کی بنیاد ہی ڈوبا دیکجئے۔ اور پادشاہوں  
 اور بیوں کیسیوں کو نیست و نابود کر ڈالیے۔ اگر کوئی شخص اپنے کو کسی لذت کے  
 مخصوص کر کے اپنے کو کسی ایک نعمت یا مفید کے ساتھ ممتاز کرے۔ اور نیچر یعنی طبیعت  
 کی پاک شریعت کے ساتھ مخالفت سے پیش لے اوس کو قتل کرنا چاہیے تا اور لوگ اس نیچر کی  
 پاک شریعت کے حکم سے سر نہ بھیجیں گردن کش نہ کریں۔ ان تین گروہوں نے اپنی مفید اند  
 افکار کے پیلائے کے لیے کوئی جیلہ کوئی فریب اس کے سوی نہ پایا کہ مدرسے  
 بنائیں یا یہ کہ مکتبوں اور مدرسوں میں کلمہ مدرس ہو کر تھوڑا تھوڑا کر کے اپنے  
 افکار کو بچان کے ذریعہ صافی میں جکھڑیں۔ اس سب سے کچھ بعض مدارس کے بنائیں



اتفاق کو ایک دوسرے سے جدا کر ڈالیں ان کے افکار کی جولان گاہ بہت تنگ ہے اور ہنوز اپنے ٹکٹے سے ہی انہوں نے قدم باہر نہیں کھے قلم کو تنگ ٹانگہ جولان گاہ میں حرکت کا یا را نہیں۔ اس قدر کہہ سکتا ہوں کہ یہ پیاچونی آوروں کے پہلوان شہسپہن کی پڑھنے والے جاہلین۔ جو کچھ کہہ بشیر ذکر ہوا اوس سے ہر شخص کو بخوبی معلوم ہوگا کہ یہ شیخ یون یعنی دہلیوں کا گروہ جس نے بین کہ ظاہر ہوا اوس کے احوال کے اخلاق کو اپنی فاسد تعلیموں کے سبب ہزاروں نفیس تدلیس سے خراب کیا اور ان کے قصہ سادہ کی بنیاد کو مہر و کرکھ دیا۔ خیانت۔ دروغ گوئی گراں جانی شہوق پرستی کو رواج دیا یہاں تک کہ تذکرہ اوس ملت کے نام کو لوح وجود سے شاذ اٹھایا کہ قہر و غلامی کی رسوائی میں مبتلا کیا مع ذلک اس گروہ میں بعض اہل عقلی مقصد کو کہ اباحہ و شہوات کے بدلیت یعنی کفر ظاہر میں صوفیہ الہیہ اور روز باز پرس کے انکار پر اکتفا کرتے ہیں لہذا میں بیان کرنا چاہتا ہوں کہ یہ تعلیم غفہ ہیاۃ اجتماع سے فساد اور ازکار کا مدنیہ کے زلزل کو کاٹنی ہے کوئی سبب اس تعلیم سے زیادہ مؤثر فساد اخلاق میں پایا نہیں جاتا۔ ممکن ہے کہ کوئی آدمی نیچری ہو اور باوجود اس کے بھی معتدب اخلاق اور امانت صداقت فروغ اور جو امر و نہی والا ہو۔ نہیں ہیں کتاہوں ہر فرد انسان کو جب سرشت امر خلق کے بہت سی شہوتیں اور خواہشیں ہیں جنکے مقابل میں شہوات اور لذات عالم خارج میں رکھے گئے ہیں وہ شہوتیں بذاتہ انہوں اقتضا کرتی ہیں کہ انسان حرکت اور سی کر کے اور ان شہوات کو حاصل کرے اور اسی کے اپنی خواہشوں کا علاج کرے اور مسرور یعنی تیزی و تندہی نفس کو توڑ ڈالے۔ اب چاہیے اور کیا حاصل کرنا ہے نیچر ہو یا نیچ باطل اور اونکا ہاتھ میں لانا چاہیے فتنہ فساد و فحش و زنی اور حق کے دبا لینے کا موجب ہو یا یہ کہ بغیر ان مفاسد کے اوس کو دستیاب ہو جائیں۔ ان قوی مقتضیات اور افعال باطنیوں کو غیر معتدل تاثیروں باز رکھنا اور ان مؤثر

شہوتوں والے انسان کو حق پر راضی کرنا تعدی و دست برد سے روکنا ان چار چیزوں میں سے کسی ایک کے ذریعے سے مقصود ہوتا ہے یا یہ کہ ہر صاحب حق (حق دار) ایک طور پر ہاتھ میں پکڑا تو سچ کر کندھے پر رکھ ایک پاؤں آگے ایک پاؤں پیچھے جما رہا تو ان اپنے حق کی حفاظت میں کوشش کرے یا شہوتہ نفس جیسا کہ ارباب اہوا (حرص و ہوا والے) ادعا کرتے ہیں یا نہایت اعتقاد اس بات پر کہ عالم کا ایک دام صانع اور اچھے برے عمل کیلئے اس حیاۃ کے بعد ایک عین جزا ہے یعنی دین۔

پہلی وجہ موجب اس بات کا ہوتی ہے کہ حقوق کی حفاظت اور تعدیوں کے دفع کیلئے خون کے تیل ہمیں۔ بہاؤ اور گھاٹیاں انسانی افراد کے خون سے رنگیں ہوتی اور ہر فوجی ہر ضعیف کو گیس میں کر رکھ دے۔ یہاں تک کہ آخر الامر یہ نوع تمام اور اس کا نام وجود کی نوع سے محو ہو جائے۔

و مبنائی۔ سو جانا چاہیے کہ شہوتہ نفس و صفت ہے کہ اس صفت والا اون عملوں اور فعلوں سے جو اس کے عشیرہ قبیلہ کے نزدیک ذمہ و بیع ہوں اجتناب کرے گا۔ اور حشہ نفس و صفت ہے کہ اس صفت والا تیری باتوں سے پرہیز نہیں کرتا اور بیع و بیع سے متاثر نہ ہوتا ہر آدمی پر واضح ہے کہ اس صفت یعنی شرف نفس کی کوئی معین ماہیتہ حقیقہ آشون کے نزدیک نہیں ہے کہ اس کے ذریعہ سے شہوات کو حد اعتدال پر لاسکے اور ہر شخص کو اپنے اچھے حق پر راضی کر کے پائیدار انتظام کو محکم کر سکے کیا تم ملاحظہ نہیں کرتے بہتیرے ایسے امور ہیں جن کا کرنا ایک آدمی کے نزدیک خستہ و نارسا شمار کیا جاتا ہے وہی امور دوسری آدمی کے نزدیک شرف و کمال نفس کے آثار اور مع و ستائش کے موجب ہیں۔ حالانکہ فی الحقیقہ عین جو وہ ظلم و غدر ہیں چنانچہ لوسٹو کو سوٹ چوری راہزنی اور کسی کو جان سے مار ڈالنا بہتیرے قبیلوں کو بہتوں اور بادیہ باشوں کے نزدیک نہایت کمال اور غایت شرف نفس ہے۔ یہی طرح

حبلہ بازی مکاری منافق ابک قوم کے نزدیک شمار کیا جاتی ہے۔ جو یہی توہ ان ہی  
 بات کو عقل کاروانی اور کمال شمار کرتی ہے۔ دوسرے یہ کہ اگر تم ہوس میں غور کرو  
 کہ ہر حادث کے لیے ایک علت ہے اور انسان کے اختیاری افعال کی علت غائی  
 ہوس کا نفس ہے جو غم بخوبی دریافت کر لو گے کہ شرافتہ نفس سے منصف ہو سکی  
 جاہ او سس کے حاصل کرنے میں سعی اور اوس کی خستہ و نارتہ سے خوف  
 بسبب انسان کی غیبت اور سس کے بہ طرف طریق بعیشتہ کے کشادہ کرنے کے اور کیا  
 اوس کا یہ سائلک زندگی کی تنگی سے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ شرافتہ نفس کے ساتھ  
 منصف ہونے سے معتمد علیہ ہو گا امانت و صداقت کے ساتھ رہے ہو کر میرے انہوں  
 و انصار بہت ہو جائینگے اور یار و ملی کثرت سے بعیشتہ کی راہیں اور اسباب زیادہ  
 ہو جائینگے بخلاف خستہ و نارتہ نفس سے منصف ہو سیکے کہ وہ متفرق قلوب کا موجب  
 اور دوستوں کی کمی کا باعث ہو کر میں بعیشتہ کے ابواب مسدود کر لوں گا۔ پس شرافتہ نفس کی  
 مفاد طلب پس صفت کے ممکن اور عدم ممکن کا ضعف اور قوت اس کے درجات  
 اور مراتب اور اسکی تاثیر میں ارباب تقدیات و شمولیات کے روکنے میں طبقات  
 مردم کی بعیشتوں کے موافق ہوتی ہیں۔ یعنی طبقات ناس اس اوس صفت کے  
 حاصل کیسے ہیں اوس قدر کوشش کرینگے کہ اوکی بعیشتہ کو نافع ہو اور وہ ضرور  
 گزند سے محفوظ رہیں۔ بلکہ ہر ایک طبقہ شرافتہ نفس اوس صفت کو شمار کرتا ہے  
 جس سے رتبہ اور بعیشتہ کی حفاظت ہو سکے جو چیز کہ اس پر مزید ہو اوس کے  
 فقدان کو ہرگز نقص و دنامتہ نہیں جانتا اگرچہ اور طبقات کے نزدیک نقص خستہ  
 ہی کیون نہ شمار کیا جاوے اور نہ اوس کے استحصا کی کوشش عمل میں لاتا۔ دیکھو  
 اکثر سلاطین اور اسطرح باوجود اعتقاد شرافتہ نفس کے عہد شکنی سے پرواہ نہیں کرتے  
 خصوصاً اون کے ساتھ جو عظمت اور جلالت میں اون کم ہیں۔ اونہی جو ظلم اور تمام



افعال دسمیہ سے پرہیز کرتے اور ان امور میں سے کسی ایک کو بھی خستہ و دنار نہیں  
 کہتے حالانکہ ان باتوں میں اگر ایک بھی احادِ ریتہ سے سرزد ہوتی تو وہ اس اور  
 دنی انفس شمار ہوتے اور یہ سب کچھ ان کے ہمیشہ میں خلل واقع ہوتا حتیٰ کہ سلاطین  
 طبقات بھی ان امور کو اپنے سلاطین و امرا کے حق میں خستہ و دنارہ سے نہیں جگا  
 بلکہ اور باتوں پر حمل کرتے ہیں۔ اور طبقہ بعد طبقہ جمیع طبقات عالیہ کا طبقاتِ فلہ  
 کے ساتھ ہی حال ہے۔ سب اس امر کا یہ ہے کہ طبقاتِ عالیہ اپنے کو اون فضائل  
 شنیعہ کے حذر سے محفوظ و مصنون جانتے ہیں پس نظامِ عالم کا دار و مدار اگر  
 اسی شرافۃ نفس پر ہو تو ہر ایک طبقہ عالی طبقہ سافلہ پر دستِ تقدی دراز کرے اور  
 شرف و شان کے دروازے اس ہیچار سے انسان کے منہ پر لہلہ جائیں۔ علاوہ برہمن  
 کہ اس صفت سے متصف ہونے سے غرض ہی معیشت کے طریقوں کا کشادہ کرنا اور سالک  
 زندگانی کی تنگی سے بچنا جیسا کہ معلوم ہوا پس ہرگز یہ خصلۃ انسان کے لیے باطنی  
 تعدیوں مخفی خیانتوں اور خستہ واریوں سے محکوم کے گوشوں میں مانع نہیں  
 ہو سکتی۔ کیونکہ انسان طالبِ کمال و عیش و عشرت ہے اگر اُن مخفی خیانت سے بغیر اس کے  
 کہ وہ اس کے ساتھ مشہور و معروف اہلِ مقصود کو پہنچ جاؤ گا۔ جیسا کہ دیکھتے ہو کہ شرف  
 نفس کی طرف بلانے والوں سے کیسے کیسے اعمالِ محکوم کے گوشوں میں ظاہر ہوتے  
 ہیں پس کسی کو نہ چاہیے کہ شرفِ نفس کو عدل کی میزان قرار دے اور یہ گمان کرے  
 کہ اس صفت سے ہر آدمی کو اس کے حق پر رضی کر کے ساری ظاہری باطنی  
 تقدی اور دستِ برد کی روک ہو سکتی ہے اگر کوئی کہے کہ طلبِ شرفۃ نفس کے سبب  
 میں سے ایک حجتِ عمدہ و مستالیش ہی ہے تو ہو سکتا ہے کہ ہر شخص ثنا و صفتِ حاصل  
 کر نیچے اپنے کو شرافۃ کی اعلیٰ درجے سے متصف کر کے اپنے کو جمیع رذائل اور دنی باتوں  
 اور تعصبات و مجالفات سے دور کرے۔ تو میں یہ جواب دیتا ہوں کہ اولاً تو ایسے آدمی

کمتر پائی جاتے ہیں کہ مع وقتا کو بدنی لذتوں اور شہوتوں پر مقدم کریں۔ اگر طبقات مردم کو طبع لطیف  
 جابی تو یہ بخوبی ظاہر ہو چکا ہوگا۔ چنانچہ اگرچہ ان انسانوں کی خواہش کی وجہ دنیا کی واسطے پہلا موجب  
 ان ضروریہ شہوتوں اور جوئی شاعروں کی سائش کیلئے پہلا باعث خواہش خود فساد جلال اور  
 شوکت ہے اگرچہ ان کا اتحصال غیر لائق طریقوں کیونکہ ہوا ہوا اور ہر چند ان امور کے حاصل کرنے میں  
 ہزاروں لغزبان اور تہم کہوں نہ سہرزد ہو کہوں۔ لہذا غالب سے اس امر میں کوشش کی گئی کہ ان کو  
 خواہش خود والا بنائیں اور جہاد و جلال کا مالک کریں۔ تاکہ بدنی لذتیں ہی حاصل کریں اور ان پر  
 دینے والا ان کے مدوح ہی نہیں۔ اولیٰ آدمی کتر پائی جائیں کہ نہ تاحفہ کے طالب ہو کر نہ حق تعالیٰ  
 شرف نفس سے بھی متاثر ستائش پر بے حاصل کریں۔ جو کہہ کر لکھا گیا اوس کے ظاہر ہوا کہ تہہ نفس کی  
 خصلت کسی طرح سے شہوتوں کی تعدیل و تعزیر کی کہ او علم کا انتظام کیلئے کافی نہیں۔ یاں  
 اگر شرف نفس کسی دین کے ساتھ مستند ہو اور اس میں اس کی ملائمت متقرر و متعین ہو گئی ہو  
 اوس منشا اور مقبلا کی وجہ سے سلسلہ اعمال کے انتظام کا موجب ہوگا نہ بذات خود جیسا کہ جسکا  
 بیان میں اس طرف اشارہ ہوا۔ وجہ ثالث۔ سو مخفی نہ رہے کہ حکومت کی قدرت ظلم و جور ظاہری  
 و دغیر برقصہ ہو۔ لیکن اس شہوات کے باطنی فریب و زور و تباہی اور فساد کو کس طرح روکا جائے  
 اور دنیاوی حیلوں و فریبوں اور تہم پر کس طرح سے مصلح ہو جائے گی۔ کیونکہ اس کے رفع میں کوشاں  
 علاوہ برین اس کو حکم اور تہم کے کتبہ ہوتوں کے آئین چہ کون سی چیز اور قدرۃ والوں  
 فعال شہوتوں کے مقتضیات سے منع کر لیں اور بیجاہی رعایا کو کون سا امر اور نکی حوص  
 طمع اور خود اور خود خلاصی بخشنے کا۔ جب اس کا کوئی سود کے زجر کرنے والا نہ ہے البتہ وہ  
 عالم خفیہ جو رعون کے سردار اور مجرّم زون کے سرگردہ بن کر ان کے اتبع و اتحواں کے ہوتے ہیں  
 اور جور اور عنڈ کے آلات خیر و فساد کے سامان اور فریب و مکر کے ہتھیار ہو جائیں گے اور  
 شہوتوں کی بایں کی بیجاہی و کثرتوں کے شکیں کہ گئے اور تہم و تہم (محلون) کو بے نوا و تہم  
 حوں کے منقش و فریب کے راستے کے بلکہ ان کے خدائی ہلاکت اور تہم و تہم کی خرابی و تہم میں کوششیں اور سعی  
 عمل میں لگے لگے ہیں اب باب فہموات کو تعذبات و احجامات کے روکنے کے لیے کوئی اور سبب باقی نہ رہا۔  
 و آخر رہم یعنی یہ سات درساں کہ عالم کا ایک صانع دانا و توانا ہی اور اس امر پر تہم و تہم کے عمل پر تہم

اس حیاتیۃ بعد ایک جزائی نہیں ہے، کچھ راہ یہ دو اعتقاد مشہور تھیں اور ظاہری باطنی تقدیروں کے لئے کیلیے  
ایک مضبوط بنیاد حیوان اور ذرورن اور فریبوں کے دفع کرنے کے لئے ایک حکم کرنا اور حقوق کے احقاق  
کیلئے ایک بہت ہی اہم باعث یہی دونوں پوری اہمیت اور پوری رہنمائی کا سبب ہیں بغیر  
ان دو عقیدوں کے ہرگز ہنیاۃ جماعیہ صورتہ وقوع قبول نہیں کہہ سکتے نہ مذمتی بہت سی کالامیں بھی کی جاتی تھیں  
پایہ ہموار ہوگا۔ اور نہ مصائب میں اور معاشرہ میں غلغلہ نہیں ہو سکتی گی۔ اگر کسی کو یہ دو اعتقاد نہ ہوں  
سی طرح اوس کے لئے فضائل کی طرف بلائے والا اور ذائل سے منع کرنے والا ہوتا ہوگا اور شر کوئی  
جبر اور سوا حیاتیۃ اور ذریعہ کوئی منافعی اور ضروری باز رکھ سکے گی اس سبب کہ سارے کائنات اور دنیا  
افعال کی سلسلہ غائی ہوتا ہے کیا کہ انسان کی جسمانی کو ذرات عطا کیا اعتقاد ہوگا تو ہر کوئی  
چیز اس کو ادنیٰ صفات سے بہرہ سے سزا کے اخلاق کی طرف بلائیگی خصوصاً اوس ذہن میں جبکہ  
انسان کو معلوم ہو کہ نہ ادنیٰ باتوں کے متصف ہوئیے دنیا میں کوئی ضرر اور اس پر تیرب ہوگا نہ دنیا  
اخلاق کے اختیار کرنے سے اس کو کوئی فائدہ ہی پہنچ جائے گا اور کوئی نفع اور اس پر حادثہ مناصرہ  
مرحمۃ مردۃ جو غرضی اور دیگر امور کو کہ ہنیاۃ جماعیہ کو اس کے لئے نہیں لازم کر دے گا۔

پھر مینے والو کو معلوم ہوا کہ طبیعتیں بھی نیچے ہوں گی یہی تعلیم نہیں دو اعتقادوں کو اٹھا دینا اور ہوسار  
دنیا کی بنیاد میں اول و ثانی خدائی تعلیم اباحت و ہشتراک لہذا قوم کو ہنیاۃ جماعیہ کی ہر اد اور مذمت کی  
نیہاۃ کرنے والی اخلاق کی بگڑنے والی علوم و معارف کے امکان کی خراب امتوں کی ہلاک اور نوحہ و غوغا  
ناموس کی نڈ کی نہوالی یعنی حیاتیۃ کی جڑوں کی کذب و دروغ کے جھڑے اور حیوانیت کے بلاؤں کی  
محبت و دوستی کی ہر اد کی مصاحبت کر۔ انکی ملائمۃ غدر و ہمواری انکی دوستیان اور محالہ حیلہ۔ انکی صداقت  
درستی فریب۔ ان کا دعویٰ انسانیتہ جال انکا علوم و معارف کی طرف بلانا شست و قلاب  
امانۃ میں خیانتہ کرتے راز کی حفاظت میں نہیں کرتے ان کی دوست عزیز کو ایک پیسے پر بیچ ڈالتے پیسے  
بدیہ شہوت کے علامت انہی شہوت پوری کرنے کے لئے کسی قسم کی جبر اور دنی عمل سے شرم نہیں کرتے نہ  
ناموس اور عار و ننگ کو کسی طرح پہچانتے نہ شرف نفس کی خبر رکھتے جس گروہ میں لوگ اپنے باپ  
اور لڑکیاں باپ بہائی دونوں ہی سے پناہ میں نہیں (ہاں حرکتہ طبعی کو کوئی کس طرح کر سکتے  
اگر کوئی شخص کو بدن کی ترسی جو سانپ کے مثل ہو فریب کھائی ان کے سانپ کس طرح کے خط و خال پر فریفتہ ہوتا

انکا طمع کیا ہوا قول اسکو پسند آئے ان کے میلے اور سوسے دین میں جو کریں اور باقی  
 اسے کہ یہ قوم موجب تمدن اور باعث انتظام بلاد یا سبب نشر علوم و معارف، یا یہ خیال کر  
 کہ انکی قومیں زمین ویا ضرورت کے وقت مافظہ زمین و اسکی عقل پر رونما و مہذب اور  
 ہی جائیگا کیونکہ ہنسی کی ہی جگہ ہے اور دنیا کی ہی۔

پس ساری ان باتوں سے کہ ہم نے بیان کیں یہ صبح آفتاب غلام ہو کر دین الہیہ باطل اور  
 دینوں سے فیس پر ہوا دن و ورکن رکن کی جہت سے یعنی صانع پر عقدا اور ثواب عقدا  
 پر ایمان ہوئی سبب اور ان اصول سستہ کے سبب جو درائع دین و کیش ہیں مادیات یعنی  
 بجز دین کے طریق سے عالم مذہب اور مہیاء اجتماعیہ و انتظام امور مسائل میں کس دین کے  
 بلکہ جمیع انسانی اجتماعوں اور ساری بشری ترقیوں میں کس بہتر ہے۔

چونکہ نظام عالم صبح حکم پر رکھا گیا ہے۔ اور نظام عالم انسانی جبر نظام عمل ہے۔ اچھے  
 کہ صورت مہیاء اجتماعیہ میں خلل ڈالنے والے یعنی بھڑی ٹٹا ہر بڑے انسانی نفوس اپنے فزع  
 موقع پر بہت مصروف کی۔ نظام حقیقی مذہب دین ہر اسکی اختیار کرتے۔ اتوں ان ازاد میں بیغ  
 کو نہ خشن کین انسان مزاج کیہ نے۔ اپنے سبب و خدا و کیونکہ کہ حکم کلمہ کا اثر ہے انہیں  
 قبول نہ کر کے فضیلت کے مثل دفع کیا۔ اسی لیے اگرچہ مذہب ہوں کہ انہوں نے اس عالم میں  
 قدم رکھا اور اب باب سوسہ بعض خاص نفوس نے مجتہد انہوں کی مقصد و ک ہر وقت میں  
 انکی تائید ہی کی لیکن پاداری اور ثبات حاصل نہ کر سکے۔ مگر میوں کی گشتائی کی طرح  
 جس زمانے میں کہ ظہور کیا جلدی سے متفرق اور نیست و نابود ہو گئے۔ یہ حقیقی نظام عالم  
 انسانی یعنی دین ممکن ہو کر یہ بے انتظامیوں کے مارے زائل ہو گئے۔

جب یہ معلوم ہوا کہ مطلق دین انسان کی نیکیوں کا سہارا ہے۔ پس اگر حکم بنیادوں  
 استوار پایوں پر رکھا گیا ہو تو البتہ وہ دین بوجہ اثر پوری سعادت اور کامل ہمت  
 کا سبب ہوگا۔ اور بطریق اولی ظاہری و مخفی ترقیوں کا موجب ہو کر مذہب کے عمل کو اپنے  
 پے رکن کے دربان بلند کرے گا بلکہ دین داروں کو ساری عقل و نفس کی امانت ہو جائیگا  
 اور دونوں جہان کی نیکی کی طیف انہیں و جس کر دے گا۔

یہاں تک کہ ہنسی کی ہی جگہ ہے اور دنیا کی ہی۔

اگر اویان پر غور کریں تو ایسا کوئی دین دکھائی نہیں دیتا جو مثل میں اسلام کے محکمہ استوار  
اساس پر رکھا گیا ہو کیونکہ آئینہ نگاہ میں مکمل پر عروج کرنا اقوام کا مطمح بہ چھڑنا قبیلوں کا  
خصائل کی پیرویوں پر صوم و کرنا انسان کا افسوس کا وصالی حقائق پر مطلع ہونا اور اس کا  
سعادۂ تہامہ حقیقہ کو حاصل کرنا اور دنیا میں چند اہم و بڑے ہوتوں پر۔

اول یہ کہ چاہیے کہ تہوں اور میلوں کی عقلوں کی لوح خرافات کی کہ درتوں اور وہی  
باطل عقیدوں کے رنگ سے پاک ہو لیونکہ خرافاتی عقیدہ ایک کنیت حجاب پر جو ہمیشہ  
اوس عقیدہ واسطے اور حقیقہ و واقع کے باہر میں حاصل ہو کرتا اور اس کو نفس الامر کے  
بوسلے سے باز کرتا ہے بلکہ جب کوئی خرافات بات قبول کرے تو اس کی عقل کو  
وقوف حاصل ہوا اور فکری تحریکات سے اکھڑ گیا پس بعد اسکے مشن کا حاصل خلق کر کے  
جمع خرافات اور اہم کو قبول کرے گا اور یہ سبب کا موجب ہوتا ہے کہ آدمی سمجھ لگاتا ہے  
دور جا پڑے اور حقائق اگر ان اوس پر پوشیدہ رہیں بلکہ اس کا سبب ہو گا کہ اپنی ساری  
ادب و حشر و شستہ و شستہ خوف اور بیم میں گزرائے۔ بطور کی تحریک اور بہائم کی غرض سے کر رہا  
ہوئے چلتے اور رعد کے آواز اور بجلی کی گونز سے مضطرب ہو اور نظیرات اور نشانات کے  
واسطے سے اپنے اکثر سبب سعادۂ سے باز رہے اور ہر جگہ باز رہا اور وہاں کی طاقت  
کو کہ کون سی شفا و کونسی بدبختی اور کون سا سورعش اس طرح کی زندگی سے بتر ہو گا کہ تہوں  
اسلام کا اول مرکز یہ ہے کہ عقل کو توحید اور تہذیب کے صیقل سے خرافات کے رنگ  
اور اہم کی کورت اور وہیات کی الالیش سے پاک کرے اور پہلی تعلیم اوس کی ہے کہ انسان کو  
چاہیے کہ کسی دوسرے انسان کو باعلویٰ خلقی جمادات میں سے کسی کو خالق متصرف قاهر  
مسطبی (داتا) مانع حق تعالیٰ شانی اور حاکم جانے۔ یا یہ کہ یوں اعتقاد کرے کہ مبدی  
اول بشری لباس میں جھلک یا فساد کی واسطے ظاہر ہوا ہی یا ظہور کرے گا یا یہ کہ وہ ذات  
مشرکہ بعض صلیحوں کے سبب انسانی کسوف میں مبتلا ہو اہم و مقام کا متحمل ہوا ہے اور  
ماسوی ان کے ان خرافاتوں میں سے کہ ہر ایک بالفردہ کو مری عقل کیلئے کافی ہے  
(اختیار کرے) ادیان موجودہ میں اکثر ان اہم اور خرافات کے حامل ہیں۔ دیکھو

فصلت دین اسلام خرافات اور اصل عقیدہ ان کا ایک ہونا

اَوَّلَام اور خرافات سے عالیٰ نہیں۔ دیکھو دین نصرانی دین برہما اور دین زرتشت کو  
 دوسرے کہ ان کے نفوس چاہے کہ نہایت شرافت کے ساتھ متصف ہوں یعنی ہر ایک ائمہ  
 اپنے کو رتبہ نبوت کے سمجھتی کہ وہ ایک رتبہ الہیہ ہے انسانی افراد کے سارے پاپوں  
 اور رتبوں کے سزاوارد لائق سمجھے۔ اور اپنی ذات میں کوئی نقص انحطاط اور عدم  
 قابلیت تصور نہ کرے جب خلق کے نفوس میں صفت سے متصف ہوں ہر ایک ایک  
 دوسرے سے فضائل کے کشادہ میدان میں مسابقت کر کے کمالات کے استحصال  
 میں مجاہدۃ مبارکہ اور ہمہ سعی کے درپے ہوگا۔ اور عز و شرف اور دنیا کے عالی  
 رتبوں کے حیح کرنے میں کوتاہی نہ کرے گا۔ اگر بعض نفوس کو ایسا اعتقاد ہو کہ میں  
 اور وہ خلق فطرۃ شرافت میں کتر ہوں۔ اور میرا رتبہ سائر نفوس سے بہتر  
 الہیہ اور کسی بہتہ میں نقص اور کسی حرکت میں فتور اور کمزوری میں ضعف حاصل  
 ہوگا اور نتیجہ کمالات عالیٰ رتبوں دینی سعادتوں سے محروم رہ کر ایک  
 چھوٹے سے دائرے میں اوجیل کو دوچار ہوگا۔ دین اسلام شرافت کے دروازے  
 نفوس کے منہ پر کھول کر ہر نفس کا حق ہر فضیلہ اور ہر کمال میں اثبات کرتا ہے جس اور  
 صنفی شرافت کا امتیاز درمیان سے اٹھا دیتا اور انسانی افراد کی فضیلہ کو فقط عقل  
 اور نفسی کمال پر قرار دیتا ہے کتر دین ایسا پایا جاتا جس میں فضیلہ یہ فریہ ہو۔  
 ملاحظہ کرو سطح برہما کے دین انسان کو چار قسم پر تقسیم کیا ایک بہن دوسرے بہتری تیسرے  
 دس چوتھی شودر شرافت کا اول درجہ فطرۃ برہمن کیلئے قرار دیا بعد ازاں چوتھی  
 کیلئے شتم چہام کو تمام انسانی فریتوں میں سب سے زیادہ بہت شمار کیا اور یہ ایک اعظم  
 ہر باب میں سے شمار کیا جاتا ہے بن کر اختیار کرنے والوں کے عدم ترقی کے علوم سعادت  
 اور صنائع میں جیسا کہ سزاوار ہے اور چاہیے اور عالیٰ یہ کہ اقدم انہم ہیں اور عیسوی  
 موافق انجیل کے شرافت کو جس بنی ہرئیل کیلئے ثابت کرے ان میں جس کو سب سے بہتر  
 پہلے نام سے ذکر کیا ہے ان دین کے بچے روون اگرچہ اس حکم سے سب سے بہتر کی نسبت ان  
 کو اٹھا تو دیا لیکن یہودی پادریوں کی صنف کو ستر شرافت ذکر کرنے کے سائر نفوس کی

ان کو انسانی افراد کے سارے پاپوں اور رتبوں کے سزاوارد لائق سمجھے۔

دین اسلام شرافت کے دروازے

دین عیسوی

خستہ کا موجب کیونکہ قبول بیان اور غفران ذنوب کو ان ہی کے تحت قدرۃ قرار دیا  
اور کھالہ آندو کے نفوس کو اگر چہ کمال کے اعلیٰ درجے پر پہنچ گئی ہوں یہ قدرۃ نہیں کہ اپنے  
گناہ درگاہ الہی میں عرض کر کے مغفرت طلب کریں۔ بلکہ چاہی یہ امر پادریوں کی واسطے  
اور ذریعے سے صورتہ پذیر ہو۔ اور اسی طرح یہ بھی کھالہ بیان کا قبول کرنا خداوند تعالیٰ  
کے نزدیک پادریوں کے قبول کرنے پر موقوف ہے یہ حکم جو نفوس کو خستہ بخشائی  
انجیلی سے اخذ کیا۔ کیونکہ اوس میں لکھا ہے (جو کچھ کہ تم زمین میں کہو اور آسمانوں میں کہل جائے گا  
اور جو کچھ کہ تم زمین میں بند کرو اور آسمانوں میں بھی بند ہو جائے گا) قیاس کہ خستہ بخش عقیدہ  
بلاذ فرنگ کی نصرانی امت کے نفوس میں ممکن و پایدار رہا کسی طرح ترقیاں اولیٰ مرتبہ  
کو حاصل نہیں (لیتے) رئیس اسٹینٹ جس نے اس حکم کو انجیل کے برخلاف اٹھایا اور  
مسلمانوں کی اقتدار کی ہے۔ تیسرے یہ کہ چاہیے ہر امت کے احاد اپنے عقائد  
کو محفلوں کی توجہ کا پہلا نقشہ ہے استوار بر مانوں اور حکم دلیوں پر قائم کریں۔  
ظنون کی بے روی سے عقائد میں دوری قبول کرتے رہیں اور اپنے آبا و اجداد کی  
مجرد تقلید پر قانع نہ ہوں کیونکہ اگر انسان حجت و دلیل کے بغیر کسی امر پر اعتقاد  
کے غلطوں کے اتباع کو اپنا پیشہ کرے۔ اور آبا کی تقلید پر خوش ہو سکی عقل لاچار  
ملکی حکمران کے بازو کی اور تھوڑا توڑا کر کے بلاذ اور غباوۃ اوس پر غلبہ کرتی جا  
یہاں تک کہ اوس کی عقل بالکل یکساں ہو جائی۔ خیر و شر کے ادراک سے عاجز رہی۔  
اور شقاوت و بدبختی ہر طرح سے اوس کو گہرے تعجب کرو (گیر) وزیر فرانس جس نے  
تلیج (سولیشن) یعنی مذنیہ ائمہ افرنجیہ لکھی کہ کتابی کہ عظیم سبب اتمدن میں  
پ کے ایک یہ تھا کہ ایک طالب علم نے لکھ کر کے یون کھالہ اگرچہ ہمارا دین دین  
لیکن ہمیں ہمتی ہو چکائی کہ انہی اصول عقائد کے یہاں کے جو یا ہوں۔ پادریوں  
کی کائنات اجازت مذنی اور کشتی کہ دین نبی تقلید پر جب اوس طالب علم نے قوت پروری  
اور جس کے افکار میں گئے عقیدیں بلاذ اور غباوۃ کی حالت نکھر کر کہ وجوہان ہوں  
اس میں سبب نیتہ کے حاصل کر میں کو شش کرنے لگے۔ دین اسلام وہ

یہاں تک کہ اوس کی عقل بالکل یکساں ہو جائی۔ خیر و شر کے ادراک سے عاجز رہی۔  
اور شقاوت و بدبختی ہر طرح سے اوس کو گہرے تعجب کرو (گیر) وزیر فرانس جس نے



یگانہ دین پر اعتقاد بلا دلیل اور اتباع ظنون کی مذمت کرتا۔ گوری اور کج بصیرت اور بیانی کی  
 راہ سے پیروی کرنیکی سرزنش فرماتا۔ امور میں بریلان کا طلب کرنا دین دار و نکو بتاتا۔ ہر  
 جگہ عقل کی طرف خطاب کرتا جمیع سعادات کو عقل و عینش کا نتیجہ شمار کرتا ضلالہ کو بقیلی اور  
 عدم بصیرت کے ساتھ نسبت دیتا ہر ایک اصول عقائد کیلئے بطور پرکھ جو کچھ کو سوچنا  
 محبت قائم کرتا۔ بلکہ اکثر احکام کو اوکھل اور فوائد کے ساتھ ذکر کرتا ہے (قرآن شریف  
 کی طرف رجوع ہو کوئی دین و پیمانہ نہیں ہے کہ کس میں یہ فضیلت ہو۔ میں ایسا لگان کرتا ہوں  
 غیر مسلمین ہی اس فضیلت و عزت کا اقرار کر گئے۔ مخفی نہ ہے کہ اصل دینانہ عیسویہ عقائد  
 تثلیث سے جمیع انصاری اسلمت کے معترف ہیں کہ اس کا عقل سے سمجھنا ممکن نہیں۔  
 (عقل سے درگزرنا چاہیے تاکہ اس کو سمجھیں) اصول دینانہ ہر ہا اور یہ تو ہر شخص پر  
 ظاہر ہے کہ اکثر اس کا عقل صحیح کے مخالف ہو خواہ اس دین کے ادھار کا احترام کرتا  
 یا نہ کریں جو حق یہ کہ چاہیے ہر آئینہ میں ایک جماعت علی التدرج سب کو کوئی تعلیم میں  
 مشغول رکھو کوئی عقل کوئی آرائش میں معارف حق کے ساتھ کوتاہی نہ کرے۔ سعادت  
 کی راہوں کے سکنا میں تفصیل فرمائی۔ دوسرا گروہ نفوس کی تقویم و تقدیل میں  
 کوشش کرے اوصاف فاضلہ کو بیان اور اون کے فوائد کی شرح اخلاق و ذلیلہ کی  
 توجیح اور اون کی پلیدیوں اور ضرورتوں کی تبیین کرے اور امر معروف اور نہی منکر سے غفلت  
 نہ کرے کیونکہ بالبدیہ انسان کی ساری معلومات کتب میں ہیں۔ اگر اس کا کوئی علم نہ ہو  
 اپنی عقل سے پھر وہ آند فائدہ حاصل نہ کر سکیگا اور حیوانوں کے مثل اس علم میں غفلت  
 کرتا رہیگا اور سعادت و دارین محروم رہ کر اس دنیا سے پہلے جے کا یہیں علم واجب ہوا نفس  
 کی مشغولتوں اور خواہشوں کی کوئی حد کوئی اندازہ نہیں اگر دونوں شکستہ ہو تو کبھی کوئی  
 معادل اور مقوم نہ ہو لا محالہ وہ خواہشیں اور مشغولتیں تقدیسات و اعجابات کی متابع  
 ہو گئی۔ اون خواہشوں و الادوسہ و ذلی راحت و امنیہ کو تسلیم کیگا۔ بلکہ اپنی کوئی اپنی مشغولتوں  
 کی آگ میں جلا کر نہایت بدبختی کی حالتیں دارالشفقا کو سدھارے گا پس امر معروف و نہی منکر  
 اور اصلاح اخلاق لازم ہوا۔ اور دین اسلام اعظم فروض و واجبات یہی دو امر ہیں

اور وہ ان کی تعلیم اور اصلاح میں



اور ان کی طرف رجوع ہی اور تمام اڈیان میں استقدراہتمام ان دو امور کیلئے نہیں ہوا  
 چونکہ دین اسلام کے ارکان بہت ہیں اور ہر ایک کے مدنیۃ میں فائدے کا بیان اور ان میں  
 ہر ایک کے سبب سے فائدہ ہونے کی شرح موجب اس امر کا ہے کہ میں کلام سے خارج ہو جاؤں۔  
 لہذا میں نے اپنی اوپر واجب جاننا کہ ایک رسالہ بالفرد یا اس میں وضع کروں اور اس میں  
 بیان کروں کہ وہ مدنیۃ فاضلہ جسکی آرزو میں حکما فی جانین گنواؤں میں ہرگز ایسا نہ ہو حاصل ہوگا  
 مگر دین اسلام کے ذریعہ اگر کوئی کھے کہ جب دین اسلام ایسا ہی تو ہر مسلمان اس ممکن حالت  
 میں کیوں ہیں تو میں جواب دیتا ہوں کہ جب مسلمان کچھ جیسے کہ تو عالم ہیں اور ان کی فضل شدہ  
 دیتا ہے لیکن اب اس قول شریف پر کہ تبارک و تعالیٰ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یتغیروا ما بالانفس  
 یہی ہر وہ محل جسے میں چاہتا تھا کہ بخیر طریقہ کے مضار و مفاسد متعلقہ مدنیۃ و مہیۃ عجیبہ  
 اور منافع اڈیان کے بابت بیان کروں والسلام + رقم جمال الدین حسینی  
 قطعہ نواز شمس الملطف شماس مع اردو ترجمہ و ترجمہ بخیر غایتی عالیجنابیت تاج العالی  
 منبع الفضل فاضل کتا عالم بے ہمتا کو بخیرین مدہ بنایاں نہما فی طریق نام بنایاں اعنی  
 مولانا سید جمال الدین حسینی الطبرانی الافغانی زادا اللہ فیوضہم و برکاتہم علی سائر المسلمین  
 و رواد کشتہ۔ زبان ابن ہجران در بیان تناو ستالیش ممدوح الیہ گنگ است و شہب  
 قلم و سیاہ و تہذیب و تفسیر گنگ۔ لہذا اذان تحیل نام ممکن الحصول در گذشتہ برائے محکم صفا  
 سخا کہ لندن کے نشان ممدوح الیہ شائع کردہ بود بر تقریر مولوی عبدالغفور صفا سابق اڈیٹ  
 اخبار دار السلطنہ لکھتہ کہ در ابتدا تھری فرمودہ اند کہ تھری ممدوح نامہ غایتی جناب مولانا  
 کہ در بارہ اجازت طبع اس نسخہ اسعد و فخری بہت فاضل و نہام فقیر رقم فرمودہ اند  
 بذیل درج میکنم باید کہ احذ از حضرات بلا اجازت فقیر و معالیہ کن مینان بروف ازند  
 کہ یہ نسخہ نامی این رسالہ نوشتند + فقیر ابومعین محمد عصفی الدین ۱۵۰۹ھ و ۱۵۱۰ھ  
 ۱۵۱۱ھ میں اسرار احمد لکھتہ کہ یہ رسالہ حقیقت مذہب فخری مطبع رین پریس لکھتہ میں  
 بموجب دفعہ ۲۲ قانون بستم ۱۸۸۶ء اسکی کاپی ہوئی لہذا کوئی حق قصص نہ  
 سے ضرورت ہو خاکسار سے طلب نمایاں + خاکسار محمد وزیر مالک و قسم مطبع

دین اسلام کے بیان میں ایک مسئلہ کا وعدہ فرمایا

غایت غایتی درباری مولانا جمال الدین حسینی صاحب

مولانا عصفی الدین

## اشتہار

یہ کتاب کہ اردو ترجمہ رسالہ حقیقت مذہب نیچری  
 و بیان حال نیچریان کا ہے مطبع رپن پریس میں چھپی  
 اس کا حق ترجمہ ترجمہ والا ہم نے خاکسار کو عطا  
 کیا ہے بموجب دفعہ ۲۲ قانون ستمبر ۱۸۶۷ء عیسوی  
 اس کی حربی ہی ہو گئی لہذا کوئی صاحب  
 بغیر اجازت خاکسار کے قصد طبع نفرمائیں اور بعض  
 نفع نقصان نہ اٹھائیں جس قدر ضرورت ہو  
 خاکسار سے طلب فرمائیں ۔ خاکسار ۔

نمبر ۶ رام پراشاد بازلین { محمد وزیر مہتمم گلدستہ نتیجہ سخن  
 کلمہ ۲۹ ستمبر ۱۸۶۷ء } و مالک مطبع رپن پریس کلکتہ